प्रबन्धक
मदरसा अज़ीज़िया इस्लाहुल मुस्लमान
गोहेपुरवा जिला बांदा (उ०प्र०)

خطباتِ نیپال

مولانا بدرالدین احمد قادری نیپالی

محمدی بک ڈپو
۵۲۳، وحید کتب مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-۶

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

خطباتِ نیپال

از: مولانا بدرالدین احمد قادری نیپالی

صفحات: ۷۰ سائز: 23x36/16 قیمت: -/30

باہتمام: محمدی بک ڈپو

ISBN: 81-89437-00000

ناشر

محمدی بک ڈپو

۵۲۳، وحید کتب مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔۶

ملنے کے پتے

- ناز بکڈپو، محمد علی روڈ، ممبئی۔
- القرآن کمپنی، کمانی گیٹ، اجمیر
- مکتبہ نعیمیہ، مٹیا محل، دہلی۔۶
- جیلانی بکڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی
- شیخ عثمان اینڈ سنس، سری نگر

Laser Typesetted at:
Frontech Graphics
Abdul Tawwab 9818303136

عرض حال

عرصۂ دراز سے یہ خواہش تھی کہ چند تقریروں کا مجموعہ آسان زبان میں بچوں کے معیار کے مطابق ترتیب دوں تاکہ مدارس عربیہ اور پرائمری درجات کے باذوق طلباء اس سے خاطر خواہ استفادہ کرسکیں۔ اور چونکہ بعض احباب و مخلص کا اصرار بھی تھا، خاص کر محبّ گرامی مولانا ملازم رضا قادری و کرم فرما مولانا قاری ظہیر قادری صاحبان کا کہ تقریر کی ایک کتاب ترتیب دو۔ درس و تدریس اور مدرسہ کی بہت ساری ذمہ داریوں کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود احباب کے حسب فرمائش پانچ تقریروں کا مجموعہ بنام ”خطبات نیپال“ ترتیب دے دی جو مندرجہ ذیل عنوانوں پر مشتمل ہے۔ ۱. افضیلت علم، ۲. سید انبیاء کی شان محبوبیت، ۳. اتباع سنت مصطفےٰ ﷺ، ۴. فضیلت روزہ، ۵. مومن کے اسباب زوال۔ ناظرین کرام سے ملتجی ہوں کہ راقم کا یہ پہلا رسالہ ہے اور اپنی کم علمی و بے بضاعتی کا پورا احساس ہے۔ اس لئے علماء کرام و دانشوران محققین کی بارگاہ میں مؤدبانہ اپیل ہے کہ اگر کوئی نقص یا غلطی پائیں تو راقم کو ضرور آگاہ فرما کر احسان عظیم فرمائیں تاکہ اشاعت ثانی میں اس کی تلافی ہوسکے۔ کسی خامی کو لے کر نشانۂ طعن و تشنیع نہ بنائیں بلکہ اپنے نیک مشورے و تبصرے سے راقم کو آگاہ فرمائیں۔ میں آپ کی رائے کا منتظر ہوں اور اگر زندگی نے وفا کی تو ان شاءاللہ عنقریب ہی دوسرا حصہ بھی ہدیہ ناظرین کرنے کا شرف حاصل کروں گا۔ دعا ہے کہ رب قدیر بطفیل بشیر و نذیر ﷺ مجھ حقیر سے زیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت لے اور ٹوٹی پھوٹی تحریر کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

بدرالدین احمد قادری

محلہ رضانگر، گلاب پور کٹیا، پوسٹ ضلع مہوتری، نیپال

فضیلت علم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْنْ، وَالعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ ”عَلٰی سَیِّدِالمُرسَلِیْن“

اما بعد! فاعُوْذَبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْمo
”قُلْ ھَلْ یَسْتَوِیْ الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ والذین لَا یَعْلَمُوْنْ“
صَدَقَ اللّٰہُ العَلِیُّ الْعَظِیم وَ صَدَقَ رَسُولُہُ النَّبِیُّ الاَمِیْنُ الکَرِیْم، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْن وَالحمدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالِمِین.

پئے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نہ تواں خدا را شناخت
پگھلنا علم کی خاطر مثال شمع زیبا ہے
بغیر اس کے نہیں پہچان سکتے ہم خدا کیا ہے

یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمَا
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدٍو بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلوٰۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یا رَسُوْلَ اللّٰہ.

تمہیدی کلمات! ہزار ہا حمد ہے اس قاضی الحاجات کے لئے جس نے لفظ ”کن“ سے ساری کائنات کو پردۂ عدم سے منشۂ شہود پر لایا ”وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ“ سے جملہ مخلوقات میں انسان کے سر پر اشرف المخلوقات کا تاج صد افتخار رکھا اور ”قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعلَمُوْنَ

وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ“ سے بے علم اور ذی علم کے درمیان امتیاز پیدا کیا اور پیہم درود و سلام کی ڈالی نچھاور ہو اس محسن انسانیت ﷺ پر جس نے ”طَلَبُ الْعلَمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَۃٍ“ فرما کر حصول علم دین کو مسلمانوں کے لئے زندگی کا جزو لاینفک قرار دیا۔ اور ”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ ارشاد فرما کر علماء اسلام کی عظمت و رفعت بتائی اور ”اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءَ“ سے ارشاد و تبلیغ اور دین کی عظیم ذمہ داری کی طرف ارشاد فرمایا۔ بے شمار درود و سلام ہو اس خورشید رسالت ﷺ پر جس نے انسانوں کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم و آگہی کی روشنی میں لا کر کھڑا کر دیا۔

آیئے اسی رسول ہاشمی کی بارگاہ میں ایک مرتبہ درود و سلام کی ڈالی نچھاور کریں۔ پڑھئے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ صلوٰۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یَا رَسُوْل اللّٰہ.

عزیزان ملت اسلامیہ! میں نے خطبے کے بعد آپ حضرات کے سامنے جس آیت کریمہ کی تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ”قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ والذین لَا یَعْلَمُوْنَ“

”یعنی اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ کیا جاننے والے نہ جاننے والے دونوں برابر ہیں؟“

حضرات! اگرچہ یہ آیت کریمہ دیکھنے کے اعتبار سے بہت ہی چھوٹی سی آیت ہے، مگر قسم خدا کی، جب کوئی بندہ اس آیت کریمہ کی گہرائی، تفکر و تدبر کی نگاہ سے ملاحظہ کرتا ہے تو یہی آیت مقدسہ ایک وسیع و عریض مفہوم و مطلب لئے ہوئے انسان کو نظر آتی ہے۔ جب انسان اپنی ذات اس آیت مقدسہ کو سمجھنے کے لئے فنا کر دیتا ہے، جب انسان اس آیت کریمہ کے پیچھے رات کو رات اور دن کو دن نہیں سمجھتا ہے تو برادران ملت اسلامیہ! یہی آیت کریمہ اس انسان کی زندگی کے لئے عیش و عشرت، عزت و وقار اور مشعل راہ بنتی ہوئی نظر آتی ہے۔

تفسیر آیت: حضرات گرامی! اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ”قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ والَّذِیْنَ لَا

یَعْلَمُوْنَ اِی لَا یَسْتَوِیَانِ الْعَالِمُ وَالْجَاہِلُ"

یعنی عالم اور جاہل ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ ان دونوں کے درمیان تبائن کی نسبت ہے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! حدیث شریف میں علم کی فضیلت بہت آئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ، فرمایا نبی مکرم ﷺ کہ جو کوئی تلاش علم میں راستہ طے کرے تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم اس کی برکت سے اس پر جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن پڑھنے اور پڑھانے کے لئے جمع ہوئی تو ان پر دل کا چین اترتا ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے گھر بنا لیتے ہیں اللہ اُسے اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اللہ کے پاس ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ جو علم دین سیکھنے یا دینی فتویٰ حاصل کرنے کے لئے عالم کے گھر جائے، سفر کرے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیا میں جنت کا کام آسان کر دے گا اور مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا۔ قبر وحشر میں اور پل صراط پر بھی آسانی فرمائے گا۔ جنت کے راستے میں سب چیزیں داخل ہیں۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ علم کے لئے سفر کرنے میں بہت ثواب ہے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام علم دین کی طلب میں حضرت خضر علیہ السلام کے پاس سفر کر کے گئے۔ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا "اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ"، یعنی علم دین حاصل کرو اگرچہ ملک چین جانا پڑے۔ کیونکہ "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مسلم و مُسْلِمَۃ. علم دین کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ صَلٰوۃً سَلَاماً عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ.

حضرات گرامی! علم ایک ایسی دولت ہے، علم ایک ایسی بیش قیمتی چیز ہے کہ جب کوئی انسان اس وصف سے متصف ہو جاتا ہے تو اب وہی انسان ہے کل دنیا اس کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہی تھی، کل دنیا اسے حقیر و ذلیل سمجھ رہی تھی، کل دنیا اسے جاہل مطلق سمجھ رہی تھی، لیکن اب

وہی انسان اس کی عزت و اکرام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اب وہی لوگ اس کی تعظیم و تکریم، عزت وحرمت کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ آخر بات کیا ہے، تو!

عزیزان گرامی! بات صرف اتنی ہے کہ اب وہ علم جیسی دولت سے ہم کنار ہو چکا ہے، دولت علم سے متصف ہو چکا ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لئے میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں، کہ دیکھئے ایک بچہ اپنے ماں کے شکم سے باہر آ رہا ہے۔ جب وہ انسان دنیائے فانی کے اندر آ رہا ہے، جب وہ نیست سے، ہست اور عدم سے وجود میں آ رہا ہے تو بالکل لاغر و ناتواں ہے، کسی عمل کو انجام دینے پر قابو نہیں رکھتا ہے۔ جب چند ایام گذر گئے اور نشو ونما اور شفقت مادری و پدری کے مناظر کو طے کر رہا ہے اور جب سن بلوغ کو پہنچ گیا۔

مگر افسوس صد افسوس ہے کہ وہ ابھی دولت علم سے خالی ہے۔ علم سے وہ کورا ہے، علم سے وہ محروم ہے۔ اس لئے کہ جب اس کے والدین کہہ رہے ہیں کہ بیٹا مدرسہ میں جاؤ تو وہ بچہ کھیل کود کے میدان کی جانب جا رہا ہے۔ والدین کہہ رہے ہیں کہ اے میرے نور نظر اسکول جاؤ، لیکن وہ بچہ کھیل کی جانب جا رہا ہے۔ والدین کہتے کہتے اور نصیحت کرتے کرتے عاجز آ گئے لیکن جب وہ سن شباب کو پہونچ رہا ہے اور مذکورہ چیزوں کا مشاہدہ کر رہا ہے اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ محلے کی مسجد میں اذان جمعہ دی جا رہی ہے تو لوگ اس وقت اذان سنتے ہی فوراً ہاتھ میں لوٹے لئے جا رہے ہیں اور پائپ یا کنوئیں کے پاس جا کر کسی طریقہ سے پانی حاصل کرتے ہیں اور فرائض اور سنن و مستحبات کے دائرے میں آ کر وضو کر رہے ہیں، اور جب متوضی مسجد میں داخل ہو رہے ہیں، تو یہ بھی چپکے چپکے پیچھے جا کر مسجد کے دروازہ پر دیکھ رہا ہے کہ وضو کر کے مسجد میں داخل ہونے والے قبلہ رخ ہو کر سنت ادا کر رہے ہیں۔

بعدہٗ وہی شخص جس نے زینہ پر چڑھ کر بلند آواز سے اذان کہی تھی، وہی پھر اٹھتا ہے اور اقامت کہہ رہا ہے۔ جب حیَّ علی الفلاح پر پہنچتا ہے تو جملہ حضرات صف بندی کرتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور انہیں میں سے ایک فرد مصلی کی جانب قدم کو حرکت دے کر آگے بڑھتا ہے اور منصب امامت پر فائز ہو جاتا ہے۔ جملہ افراد کا امام بن جاتا ہے اور اس

کے پیچھے باقی تمام لوگ اس کی اقتداء کر رہے ہیں۔ جب وہ امام اللہ اکبر کہہ رہا ہے تو یہ حضرات بھی اللہ اکبر کہہ رہے ہیں، یعنی جس طرح امام کر رہا ہے باقی تمام افراد بھی کر رہے ہیں۔

المختصر: یہ جاہل انسان ان حرکات وسکنات کو حسرت بھری نگاہوں سے مسلسل کتنے روز تک دیکھتا رہا اور مکمل طور پر ان حرکات وسکنات کو سیکھ لیا تو اس کے دل کے اندر ایک خواہش پیدا ہو جاتی ہے کہ میں بھی امامت کروں گا۔ میں بھی منصب امامت پر فائز ہوں گا۔ ایک روز بڑے اہتمام کے ساتھ وضو کر کے مسجد میں داخل ہو گیا۔

مگر جوں ہی اقامت کہی گئی تو اس وقت یہ جاہل انسان نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ گیا تو فوراً ان لوگوں نے پیچھے سے دامن تھام کر اس کو پیچھے کر دیا اور لعنت و ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے، ہٹ جاؤ، امامت کرنے آئے ہو۔

ارے احمق تمہیں معلوم نہیں کہ امامت کرنے کا کون مستحق ہوتا ہے۔ شاید تم کو معلوم نہیں کہ امامت کرنے والے نے کتنے سالوں تک اپنے عزیز واقارب اور شفقت مادری و پدری کو خیر آباد کہہ کر نہ جانے کتنے مدارس عربیہ کی دال روٹی کھائی ہے اور اپنے مہربان اساتذہ کی خدمت اور جوتیوں کو سیدھا کیا ہے۔ تب جا کر آج ہم لوگوں کا امام ہے۔ اور تو چلا ہے اتنی جلدی امامت کرنے۔

برادران ملت اسلامیہ! اسی وقت اس جاہل انسان کے دل میں ایک گہری ٹھیس پہونچی اور بہت ہی شرمندہ ہوا اور اپنے ماضی کو یاد کرنے لگا کہ کاش والدین کے کہنے پر مدرسہ گیا ہوتا اور دولت علم سے مالا مال ہوا ہوتا تو آج مجھ کو ذلیل وخوار اور رسوا نہیں کیا جاتا۔ آج ندامت و شرمندگی دیکھنے کو نہ ملتی۔

بہر حال! وہ انسان عزم مصمم یعنی پختہ ارادہ کر کے مسجد سے باہر نکلا اور قسم کھالی کہ جب تک میں دولت علم سے ہم کنار نہیں ہو جاؤں گا اس وقت تک اپنی بستی، اپنے گاؤں، اپنے شہروں میں نہیں داخل نہ ہوں گا۔ اور ایک مدرسہ میں جا کر داخلہ کرایا اور مدت دراز تک علم دین کو

بڑے شوق وذوق کے ساتھ حاصل کرتا رہا۔ اور علم جیسی دولت کو حاصل کر لیا۔ یعنی زمانہ طویل اور مدت دراز کے بعد جب وہی انسان اپنے وطن کو واپس جا رہا ہے اور جونہی اپنی بستی کے اندر داخل ہوا تو معاملہ برعکس نظر آ رہا ہے۔ یہی اس کے گاؤں والے اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے، آج عزت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اب وہی انسان مسجد جاتا ہے تو وہی لوگ ہیں، وہی مسجد ہے، اب لوگ ان کو امامت کے لئے اجازت دے رہے ہیں کہ مولانا صاحب امامت کیجئے، نماز پڑھائیے۔

دوستو! دیکھا آپ نے آخر بات کیا ہے۔ ارے بات فقط اتنی ہے کہ پہلے علم کی دولت سے محروم تھا اس لئے لوگوں نے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر مصلئے امامت سے باہر کر دیا لیکن اب وہی انسان جب علم کی دولت کو حاصل کر چکا ہے تو یہی لوگ آگے بڑھا رہے ہیں۔ امام صاحب بھی کہہ رہے ہیں آگے بڑھئے، موذن صاحب بھی کہہ رہے ہیں آگے بڑھئے، بڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَ سَلِّم صلوۃً وَ سَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ.

عزیزانِ ملت اسلامیہ! مجھے کہنے کا حق دو کہ یہی وہ انمول موتی ہے جس کو حاصل کر کے کوئی غوث اعظم بن کر چمکے، کوئی غریب نواز بن کر چمکے، کوئی شہاب الدین سہروردی بن کر چمکے، کوئی خواجہ نقشبند بن کر چمکے، کوئی مفتی اعظم بن کر چمکے، کوئی مجدد اعظم ہوئے، کوئی مفسر اعظم ہوئے، کوئی محدث اعظم ہوئے، کوئی مبلغ اعظم ہوئے، کوئی مفکر اعظم ہوئے، کوئی مجاہد ملت ہوئے، کوئی برہان ملت ہوئے، کوئی پاسبان ملت ہوئے، کوئی راز دار شریعت ہوئے، کوئی صوفی ملت ہوئے، کوئی صدر الشریعہ ہوئے، ہاں ہاں! یہی وہ روشنی ہے جس سے سب چمکے دمکے اور ان شاء اللہ العزیز صبح قیامت تک چمکتے دمکتے رہیں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی وَ سَلِّمْ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَ سَلِّمْ صَلوٰۃً وَّ

سلاماً علیک یا رسول اللہ۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! آپ اچھی طرح علم وجہل سمجھ گئے ہوں گے کہ علم وجہل میں کیا فرق ہے؟

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"

"اے محبوب! آپ فرمادیجئے کہ وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے ہیں کیا دونوں برابر ہیں؟"

اسی لئے رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ" یعنی علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ پھر آقا و مولا رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّينِ" یعنی علم دین طلب کرنے کے لئے اگر چہ ملک چین جانا پڑے تو جا کر علم دین حاصل کرو۔

مطلب کیا ہوا: تو میرے دوستو! فرمان رسول کا مطلب یہ ہوا کہ میرے امتیو! اے میرے کلمہ پڑھنے والو! دیکھو تمہیں ایک مزاج دے رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر تم کو علم دین حاصل کرنے کے لئے ساری کائنات اور ساری دنیا کی چھان بین کرنا پڑے اور حالت سفر میں تمہارے اوپر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹیں اس کے باوجود بھی تم علم حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرنا، سستی نہ برتنا بلکہ علم دین حاصل کرتے رہنا۔ اے کلمہ پڑھنے والو! میں بھی جانتا ہوں اور میرا قول بھی ہے "اَلسَّفَرُ كَالسَّقَرِ" یعنی سفر جہنم کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے۔ اس کے باوجود علم دین سیکھنے سے پیچھے قدم نہ ہٹانا۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے ذریعہ آپ کے سامنے بات واضح ہوگئی کہ علم کا مرتبہ اور رتبہ کس قدر بلند و بالا ہے۔ اب آیئے ذرا صحابہ کرام کی مقدس بارگاہ میں تھوڑی دیر سیر کریں اور ان سے علم کے بارے میں پوچھیں۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! آیئے سب سے پہلے شیر خدا مشکل کشا حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دیں اور ان سے سوال کریں کہ اے باب مدینۃ العلم آپ علم کی فضیلت

علم کی برکت و رحمت مجھے بتادیں۔

تو یقیناً مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم بتائیں گے کہ اے مجھ سے علم کی فضیلت و برکت کے متعلق سوال کرنے والے، پوچھنے والے انسان! اگر دنیا کی ضرورت، دنیا کی دولت، دنیا کی نعمت، دنیا کی عیش و عشرت کو ایک طرف رکھ دیا جائے اور دوسری طرف دولت علم کو، تو یقیناً اس وقت بھی میں علم ہی کو ترجیح دوں گا۔

اس لئے تو حضرت شیر خدا مشکل کشا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

رَضینا قسمۃ الجبار فینا   لنا علم وللجھال مال
فان المال یفنی عن قریب   وان العلم باق لایزال
لیس الجمال باثواب تزیننا   ان الجمال جمال العلم والادب
لیس الیتیم قد مات والدہٗ   ان الیتیم یتیم العلم والادب

حضرات گرامی! مذکورہ بالا اشعار سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ہم لوگوں کو مزاج دیا کہ اے مجھ سے علم کی فضیلت کے بارے میں سوال کرنے والے، اگر چہ میں غریب ہوں، اگر چہ میں تنگ دست ہوں، اگر چہ میں دولت مند نہیں ہوں، مگر فضل ہے اس رب کائنات کا، احسان ہے اس پروردگار عالم کا جس نے لفظ "کن" سے ساری کائنات کو نیست سے ہست اور عدم سے وجود بخشا کہ اس نے جاہلوں کو مال عطا کیا اور مجھ کو علم جیسی دولت سے سرفراز فرمایا۔ دنیا کی زندگی نہیں ہے، یہ دولت گشت کرنے والی چیز ہے۔ آج ایک انسان کو نصیب ہوئی تو کل دوسرے انسان کو نصیب ہوئی کیونکہ قادر مطلق کا فرمان بھی یہی ہے۔

قرآن علی الاعلان لوگوں کو پکار پکار کر بتا رہا ہے کہ "وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" کہ اس کائنات کو ہم وقت پر الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن علم ہی ایک ایسی دولت ہے کہ جب انسان اس کو حاصل کرتا ہے تو پھر کوئی شخص اسے نہ چھین سکتا ہے نہ زائل کر سکتا ہے۔

آج دنیا کے اندر مال کو لوٹنے کے لئے، مال کو چرانے کے لئے، مال کے لٹیرے، دولت

وسلطنت کو برباد کرنے والے نہ جانے کتنے ہیں جو گشت کرتے رہتے ہیں اور اپنے مقصد میں کامیابی بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر ہے کوئی ماں کا لال جو بتا دے کہ میں نے علم تو حاصل کیا لیکن چور آیا اور چرا لے گیا۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ علم کا چور نہ ہوا ہے اور نہ صبح قیامت تک ہوگا۔

اللھم صل علی سیدنا محمد وبارك وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیك یا رسول اللّٰہ۔

برادرانِ اسلام! آج اس دنیا میں جن کے والدین انتقال کر گئے ہوں، دنیا والے آج اسے یتیم کہتے ہیں۔ اور آج دنیا میں لوگ عمدہ عمدہ لباس پہننے کو فخر سمجھتے ہیں۔ مگر قربان جاؤ حضرت مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر کہ آپ نے فرمایا کہ اے شاہی لباس اور فاخرانہ پوشاک پہن کر گھومنے والے اور اپنے کو حسن و جمال کا پیکر سمجھنے والے انسان، لباس اور پوشاک پہننے سے انسان خوبصورت نہیں ہوتا، انسان خوبصورت اور حسن و جمال کا پیکر اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ علم کی دولت سے اپنے جسم کو سجائے، اور یتیم وہ نہیں کہ جس کے والدین انتقال کر گئے ہوں بلکہ یتیم تو وہ ہے جس کے پاس علم وادب کی دولت نہ ہو۔ میں مانتا ہوں کہ لباس بہترین پہننے سے انسان ضرور خوبصورت لگتا ہے مگر علم سے کورا ہے، علم سے ناآشنا ہے تو معلوم ہو گیا کہ علم اور جہل میں کیا فرق ہے۔

تو معلوم ہو گیا علم کی فضیلت کیا ہے۔ اس لئے آقائے دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ "علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"۔

دعا ہے کہ رب قدیر جل جلالہ بطفیل بشیر ونذیر ﷺ ہم سبھی کو علم دین کی دولت سے مالا مال فرمائے اور تحصیل علم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

پگھلنا علم کی خاطر مثال شمع زیبا ہے
بغیر اس کے نہیں پہچان سکتے ہم خدا کیا ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

سید الانبیاء کی شانِ محبوبیت ﷺ

مرضیٔ ذاتِ حق کے سب طالب — اور حق کی رضا محمد ہیں
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ. اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِیْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

اَمَّا بَعْد! قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. "وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی".

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْكَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥
"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا".

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلوٰۃ و سلاماً عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

"عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ".

رفیع الدرجت، عظیم المرتبت، وقارِ عشق و محبت، معیارِ سنیت، قاطع بدعت، امام اہلسنت، گل گلزار قادریت، چشمۂ رشد و ہدایت، آبروئے ملت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نذرانہ گلہائے عقیدت بصد آداب و محبت اس انداز سے پیش کرتے ہیں:

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُكَ فِیْ نَظَرٍ مِثْلِ تو نہ شُدْ پیدا جَانَا..
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہہ دوسرا جانا
اَلْبَحْرُ عَلَاوَ الْمَوْجُ طَغٰی من بیکس وطوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ چوں بہ طیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی موری شب نے نہ دن ہونا جانا
لَكَ بَدْرٌ فِی الْوَجْهِ الاجمل خط ہالہ مہ زلف ابر اجل
توری چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا
اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّ سَخَاكَ اَتَمْ اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
یا قافلتی زیدی اجلك رحمے بر حسرت تشنہ لبك
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا
بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

بادۂ توحید کے متوالو! شمع رسالت کے پروانو! اولیاءِ امت کے دیوانو! قرآن کریم کے فدا کارو! شہدائے ملت کے طلبگارو! غوث اعظم محی دین وملت کے طلبگارو! خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی کے متوالو! انیس بے کساں، چارہ ساز درد منداں، وقار دو جہاں سرور کون و

مکاں مالک ایں و آں، غریبوں کے غمگسار، بیکسوں کے مددگار، مریضوں، فقیروں پر رحم کھانے والے یتیموں، بیواؤں کے فریاد سننے والے مسیحا، جن کو خدا نے دو جہاں کا مالک و مختار بنا کر بھیجا۔

یعنی! سید ابرار و اخیار، شہنشاہ ذی وقار، رہبر اعظم، نیر اعظم دستگیر اعظم، انیس الغریبین، مراد المشتاقین، جان عالمین، شفیع المذنبین، فخر آدم و بنی آدم، باعث ایجاد عالم، نور مجسم، سید الثقلین، منبع جود و عطا، فخر انبیاء، صبح کائنات کے شمس الضحیٰ، شام کائنات کے بدر الدجی محمد عربی روحی فداہ ﷺ کی بارگاہ عالی پر وقار میں جن کے صدقے میں چاند کو روشنی ملی، جن کے صدقے میں قرآن ملا، جن کے صدقے میں ایمان ملا، کلمہ ملا، نماز ملی اور دنیا کی ساری چیزیں ملی، اور اگر اس دھرتی پر رسول اعظم ﷺ تشریف نہ لاتے تو! یاد رکھئے دنیا کی کوئی چیز نہ ملتی۔

کیونکہ خداوند قدوس نے فرمایا ہے کہ اگر اس دنیا میں رسول کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں دنیا کی کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔

تو دوستو! یہاں پر بات سمجھ میں آ گئی کہ اگر خدا رسول کو نہ بھیجتا تو اس دنیا میں کوئی چیز نہ ہوتی۔ بہر حال عزیزان گرامی آیئے عقیدت و محبت کے ساتھ جھوم جھوم کر درود پاک بلند آواز سے پڑھ لیجئے اور پڑھئے——

درود پاک- صلی اللہ علی النبی الامی و الہ و بارك وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیك یا رسول اللہ.

تمہیدی کلمات: دنیا میں بسنے والا ہر انسان چاہے بڑا ہو یا چھوٹا، غریب ہو یا امیر، مسکین ہو یا لاچار، بھیک مانگنے والا ہو یا دینے والا، سخی ہو یا بخیل، ادنیٰ ہو یا اعلیٰ، بادشاہ ہو یا وزیر، ملک کا رکھوالا ہو یا رعایا، حکومت کا پاسبان ہو یا سیاست کا نگہبان، محتاج ہو یا غنی، مشرقی ہو یا مغربی، شمالی ہو یا جنوبی، عربی ہو یا عجمی، ہندوستانی ہو یا پاکستانی، ترکی ہو یا عراقی، ایرانی ہو یا سعودی، چینی ہو یا روسی، بنگلہ دیشی ہو یا نیپالی، ترکستانی ہو یا بلوچستانی، جاپانی ہو یا کویتی، امریکی ہو یا اسرائیلی، لندنی ہو یا ہالینڈی، افسر ہو یا پولس، بچہ ہو یا جوان، حافظ ہو یا قاری، عالم ہو یا جاہل، مفتی ہو یا قاضی، صدیق اکبر ہوں یا فاروق اعظم، عثمان غنی ہوں یا علی مرتضیٰ، امام

حسن ہوں یا شہید اعظم، امام اعظم ہوں یا غوث اعظم، غریب نواز ہوں یا صابر کلیری، نظام الدین اولیاء ہوں یا بابا تاج الدین، حاجی ملنگ ہوں یا حاجی علی، مخدوم شاہ بابا فرید الدین ہوں یا مخدوم سید ابوالحسن نوری، مخدوم سمنانی ہوں یا حضرت آسی، مجدد اعظم ہوں یا مفتی اعظم امام احمد رضا ہوں یا تیغ علی شاہ، محدث اعظم ہوں یا مفتی اعظم، حجۃ الاسلام ہوں یا صدر الشریعہ، مجاہد ملت ہوں یا حافظ ملت، چاہے جو بھی ہوں۔

بہر حال ان کے دل میں یہ تمنا ضرور پوشیدہ ہوتی ہے کہ پروردگار عالم اس سے راضی ہو جائے اور صحیح معنوں میں ایک انسان کے عروج وارتقاء کی سب سے بڑی معراج یہی ہے کہ اسے جسم وروح جیسی عظیم نعمتوں سے نواز کر دنیا کی بے پناہ مسرتیں بخشنے والا خالق و مالک اس سے راضی ہو جائے۔

مگر منزل رضا پہ حضرت آمنہ کے نور نظر، حضرت عبد اللہ کے لخت جگر، دائی حلیمہ کے دل کا سکون، ہم غلاموں کے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس سامنے آتی ہے تو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے کہ ایک طرف جمیع انسان خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے قرار اور خوشنودئ مولیٰ کی خاطر ہر چہار جانب صائم النہار وشب زندہ دار کے جلوے نظر آ رہے ہیں تو دوسری طرف صرف ایک ایسی ذات مقدس ہے جس کی رضا خود پروردگار عالم چاہ رہا ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اور وہ ذات پاک ہے محبوب خدا، مالک کون ومکاں جن کی شان گفتار "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ان هو الا وحى يوحى" یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات۔

یہ کوئی اپنے ذہن کی پیداوار نہیں ہے۔ اگر قرآن مقدس میں ایمان وعقیدت ومحبت رسول سے بھرا ہوا دل لے کر دیکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی اور ماننا پڑے گا کہ یہ ایک ایسی ٹھوس اور ثابت حقیقت ہے کہ جہاں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش ہی باقی

نہیں رہ جاتی۔

چنانچہ پروردگار عالم کا وہ مقدس کلام خود اس بات پر شاہد عدل ہے جس کے پڑھنے والے کو شروع ہی میں "ذالك الكتاب لاريب فيه" کہہ کر متنبہ کر دیا گیا، ہوشیار کر دیا گیا، خبردار کر دیا گیا، آگاہ اور صاف صاف لفظوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اے قارئ قرآن خبردار اس پاک کلام کے متعلق ذہن صاف ستھرا کر لو اور دل میں شک وشبہ کبھی بھی نہ آنا چاہئے۔

ارشاد ربانی ہے "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" ترجمہ: اور ضرور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (کنز الایمان)

اعلیٰ حضرت عقیدت ومحبت میں ڈوب کر ارشاد فرماتے ہیں:

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے
رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

حقیقت میں مسلمان کون؟ حقیقت میں مسلمان وہی ہے جو لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد عربی روحی فداہ ﷺ سے بھی والہانہ عشق ومحبت رکھتا ہو اور ان کے لئے اپنی جان ومال، آل واولاد سب کو قربان کر دینا باعث بخشش ونجات سمجھتا ہو اور ان کی تعظیم وتکریم عین ایمان مانتا ہو۔

ایک سوال: ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے فرائض پنجگانہ اور ہر عبادت پورے طور پر ادا کرتا ہے مگر سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو کیا اس کو مسلمان کہہ سکتے ہیں تو جواب ملے گا۔

الجواب: سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس کو مسلمان نہیں کہہ سکتے ہیں اور ایسے موقع پر قرآن پاک بھی اعلان فرماتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں، قرآن مقدس میں ایسے لوگوں کے لئے حکم ربانی ہے "لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ" بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہو کر (کنز الایمان)۔

اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت عقیدت ومحبت میں ڈوب کر ارشاد فرماتے ہیں:

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

بہر حال آپ نے قرآن کریم کے اعلان کو سن لیا۔اب ذرا سرکار دوعالم ﷺ کی حدیث پاک سماعت فرمائیں۔

"وَلَوْ قَالَ لِشَعْرِ مُحَمَّدٍ شَعِيراً يَكْفُرُ اِنْ قَالَ بِطَرِيْقِ اِهَانَةٍ".

(خلاصہ ۳۸۶)

حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک میں اپنا ایک بال لیتے ہوئے فرمایا"مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِنْ شَعْرِیْ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ"

(جامع صغیر جلد۲/۱۳۵)

جس نے میرے ایک بال کی بے ادبی کی تو اس پر جنت حرام ہے۔تو دوستو! جس شخص نے حضور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین کی، گالی دی، آپ کی ذات ستودہ صفات والا اوصاف حمیدہ میں عیب نکالا، تنقیص شان کی، یہ فعل قصداً عمداً سہواً ہو بھول چوک سہو ونسیان ہنسی ومذاق کے طور پر (توہین کرنے والا ذمی ہو یا حربی کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو)۔

بہر حال بہر صورت ایسا شخص کافر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت نبی اکرم ﷺ کے عشق میں جھوم جھوم کر والہانہ انداز میں یہ اشعار پیش کرتے ہیں۔

اشعار:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

اس سے معلوم ہوا کہ ایک انسان کی ساری عبادتیں اور ریاضتیں اس وقت دم توڑ دیتی ہیں اور مردود ہو جاتی ہیں جب کہ وہ شان رسالت میں گستاخیاں کرتا ہے۔

سرکار امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بڑے اچھے انداز میں بہ شکل اشعار پیش فرماتے ہیں ؎

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

مگر جس کی نسبت سرکار دوعالم ﷺ سے ہو جائے اور سرکار اس سے راضی ہو جائیں تو پھر اس کا مقام بھی بہت بلند ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں پروردگار عالم ارشاد فرما رہا ہے:

"لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ" مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔اس آیت کریمہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شہر کی قسم اس لئے پروردگار عالم فرما رہا ہے کہ مصطفےٰ جان رحمت ﷺ تشریف فرما ہیں اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی جس چیز کی نسبت سرکار دوعالم ﷺ سے ہو جائے وہ چیز لائق احترام ہو جاتی ہے۔یہ صدقہ اور کرم ہے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا کہ آج ہم لوگ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور دن رات گناہوں میں غرق رہنے کے باوجود بھی خدا کے اس قہر عظیم سے محفوظ و مامون ہیں جو اگلی امتوں پر نازل ہوا۔

اور یہی نہیں، بلکہ میدانِ محشر میں بھی ہم گنہگاروں کو انہیں کی نسبت کام آئے گی اور انہیں کے صدقے و طفیل میں عذاب خداوندی سے چھٹکارا مل جائے گا۔ لیکن ہمارا تو عقیدہ ہے کہ جس چیز کو میرے سرکار دو عالم ﷺ سے نسبت ہوگی خدا کی قسم! وہ چیز جہنم میں نہیں جائے گی اور جہنم کی آگ اس چیز کو نہیں جلائے گی اور ہم نسبت والے ہیں اس لئے بفضل رب قدیر بطفیل بشیر و نذیر ہم امیدوار ہیں کہ جنت میں جائیں گے۔

ایک واقعہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم و معظم ﷺ ایک بار اپنی چادر پاک مبارک ہاتھوں سے عنایت فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! اس چادر کو سکھا دو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے چادر لی اور گھر میں تنور جل رہا تھا، میں نے سوچا کہ آگ سے جلدی سوکھ جائے گی تو میں چادر کو لے کر ٹھہری رہی۔ ساعۃ او ساعتین ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے، اتنے میں پیارے حبیب ﷺ تشریف لاتے ہیں اور دریافت فرماتے ہیں کہ اے عائشہ چادر سوکھ گئی؟ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گھر میں تنور جل رہا تھا، ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے لے کر ٹھہری رہی لیکن چادر سوکھنے میں نہ آئی۔ تو پیارے مصطفیٰ مسکراتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں، اے عائشہ تم کو معلوم نہیں کہ نبی کے بدن سے جو کپڑا الگ جائے دنیا کی آگ کی کیا مجال، جہنم کی آگ بھی نہیں جلا سکتی ہے۔

حضرات: آپ نے دیکھ لیا رسول گرامی ﷺ کی شان! جب ایک کپڑے کو نسبت ہوگئی تو آگ نہ جلا سکی تو جب انسان کو آقائے دو عالم ﷺ سے نسبت ہو جائے تو اس شخص کو آگ کیسے جلا سکتی ہے۔ میرا ایمان کامل ہے کہ جس جس کو بھی رسول اکرم ﷺ سے نسبت ہو جائے گی جہنم میں نہیں جا سکتا ہے۔

دوستو: جب نسبت کی بات آگئی تو کچھ اور سنتے چلئے۔ دیکھئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو سرکار سے نسبت ہوگئی تو شہید اعظم بن کر چمکے، جب حضرت ابوبکر صدیق اکبر کو نسبت ہوگئی تو صداقت کے امام بن کر چمکے، اور جب عمر فاروق کو نسبت ہوگئی تو انصاف کے پیکر بن کر چمکے،

اور حضرت عثمان غنی کو نسبت ہوگئی تو سخاوت کے تاجدار بن کر چمکے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جب نسبت مل گئی تو علم کے سمندر بن کر دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ اور آگے چلئے اجی! غوث اعظم پیران پیر روشن ضمیر کو جب نسبت مل گئی تو مردہ کو زندہ کرتے تھے، اور دنیا سے جانے کے بعد بھی لاکھوں کی بھیڑ مزار پاک پر رہتی ہے اور دنیا ان سے فیض حاصل کرتی ہے اور تاقیامت حاصل کرتی رہے گی۔ اور دیکھئے ہندوستان کے بادشاہ جن کو لوگ آج غریب نواز معین الدین چشتی کے نام سے یاد کرتے ہیں، ان کو جب سرکار دو عالم ﷺ سے نسبت مل گئی تو غریب نواز بن کر چمکے اور مجدد الف ثانی کو جب نسبت مل گئی تو مجدد الف ثانی کے لقب سے لوگ یاد کرتے ہیں، مخدوم سمنانی کو جب نسبت مل گئی تو پورے دنیا کے لوگ سمنانی کے نام سے یاد کرتے ہیں اور امام اہلسنت کو جب نسبت مل گئی تو آج لوگ مجدد دین و ملت عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے یاد کرتے ہیں، اور جب مصطفیٰ رضا خاں کو نسبت مل گئی تو لوگ سیدی وسندی شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند سے جانتے ہیں، اور مولانا حبیب الرحمٰن کو نسبت مل گئی تو لوگ آج مجاہد ملت سے یاد کرتے ہیں۔

الغرض: سارے بزرگوں کو اسی طرح نسبت حاصل ہے اسی لئے دنیا آج ان کے قدموں کو بوسہ دیتی ہے۔ دوستو غور کرو وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں (تقویۃ الایمان)، تو ان کے بارے میں اعلیٰ حضرت محبوب کی یاد میں یوں کہتے ہیں:

شعر

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

اس وقت جب خدا کا جلال شباب پر ہوگا، قیامت کی وہ سخت گھڑی جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ حدیث پاک میں صاف اور صریح ارشاد ہے کہ میدان محشر میں اس قدر طویل دن

ہوگا کہ کاٹے نہیں کٹے گا۔ دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلے قریب سے قریب تر آفتاب اس عالم میں ہوگا کہ دس برس کی کامل گرمی جمع کر دی جائے گی۔ پیاس کی وہ شدت کہ خدا اپنے حفظ و اماں میں رکھے۔ ایسے نازک اور پریشان موقع پر سبھی کو شفیع کی تلاش ہوگی جو لوگوں کی سفارش کروا کر اس مصیبت سے نجات دلوائیں ان عظیم آفتوں سے تنگ آ کر لوگوں کا جم غفیر وسیلہ اور شفیع کی تلاش میں جا بجا پھرے گا۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہوگا اور عرض کرے گا سرکار آج ہم لوگ پریشانی کے عالم میں ہیں، لوگوں کی سفارش کر دیں۔ مگر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم انہیں جواب دیں گے اور کہیں گے کہ آج میں اس معاملہ میں آگے نہیں بڑھ سکتا لہٰذا تم کہیں اور جاؤ۔ لوگوں کا یہ قافلہ دیگر انبیاء کرام کی بارگاہ میں حاضر ہوگا مگر ہر جگہ "اذھبوا الی غیری اذھبا الی غیری"، "اذھبوا الی غیری اذھبوا الی غیری" کی صدائیں سنائی دیں گی۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے خوب کہا ہے کہ: شعر

اول و آخر سب کچھ جانے دیکھے بعید و قریب
غیب کی خبریں دینے والا اللہ کا وہ حبیب ﷺ

غرضیکہ ہر جگہ نفسی نفسی کی صدائیں اور اذھبوا الی غیری کے الفاظ سن کر لوگوں کے دل بیٹھنے لگیں گے، نگاہیں نیچی کئے ہوئے حالت خوف و ہراس میں لرزاں و ترساں آنکھوں میں گھبراہٹ و ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے حیران و پریشان ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے، ناامیدی کی خطرناک آندھی امید کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو گل کرنا چاہ رہی ہوگی کہ اچانک... "اَنَا لَهَا" کی صدائے دلنواز فضا میں گونجتی ہوئی کانوں کے پردے سے ٹکرائے گی اور جب گنہگاروں کی نگاہیں انیس بیکساں چارۂ ساز دردمنداں، محبوب خدا، شافع روز جزاء ﷺ کے جمال جہاں آرا پر پڑیں گی تو بے چین دلوں کو سکون اور بے تاب نگاہوں کو قرار آ جائے گا اور فرط و انبساط کی لہریں دوڑ پڑیں گی اور زبان حال سے پکار اٹھیں گے کہ: **شعر**

سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بیکسوں کے آقا تیری دہائی ہے

حضرات: سرکار دو عالم ﷺ کو اپنی امتیوں سے کس قدر محبت ہے سماعت فرمائیں۔ ادھر رحمت عالم ﷺ بارگاہ خداوندی میں سجدہ فرمائیں گے مگر محبوبیت کا عالم کہ ندا آئے گی

"يَامُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاسَكَ وَ قُلْ تُسْمَعُ وَ سَلْ تُعْطٰى وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ
فَاَقُولُ يَا رَبِّي اُمَّتِيْ" (مشکوٰۃ شریف)

یعنی اللہ تعالیٰ رحمت عالم ﷺ سے بروز محشر فرمائے گا۔ اے محمد (ﷺ) اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایئے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو دیا جائے گا، اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو میں عرض کروں گا اے رب میری امت کی مغفرت فرما اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ بڑے نفیس انداز میں بیان فرماتے ہیں: شعر

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

در حقیقت بروز محشر مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی شان محبوبیت کا اظہار کیا جائے گا اور بتلایا جائے گا ان دریدہ دہن گستاخان مصطفیٰ کو کہ جسے تم اپنی طرح سمجھ رہے تھے اور بڑے بھائی کہتے تھے اور نہ جانے کیا کیا کہتے تھے۔ انہیں آج دیکھو کہ سب پریشان ہیں سبھی کے چہرے کمہلائے ہوئے ہیں مگر یہ ان کے چہرے پہ شادابی نظر آ رہی ہے بلکہ ان کے صدقے میں سبھی کی پریشانی ختم ہوگی اور سب کے چہرے کھل جائیں گے۔ کسی نے بڑے اچھے انداز میں کہا ہے کہ: شعر

آ رہے ہیں وہ دیکھو محمد ﷺ
جن کے کاندھے پہ کملی ہے کالی

استاذ زمن حضرت علامہ مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اور لوگ جو شفاعت کا انکار کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں اپنی خباثت کا اظہار کر بیٹھے۔ چنانچہ اسماعیل دہلوی بانی وہابیت دیوبندیت نے اپنی کتاب (تقوۃ الایمان) کے صفحہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ کوئی نبی، ولی شفاعت نہیں کر سکتا۔ جو ان کو شفیع اعتقاد کرے غیر خدا اور مخلوق خدا مانتے بھی ہوں تو وہ بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ انہیں حشر کے میدان میں مصطفٰی جان رحمت کی اہمیت اور خداوندے قدوس کی بارگاہ عالی جاہ میں عزت وعظمت کا پتہ چل جائے گا اور تب انہیں اپنے گندے عقیدے پر افسوس ہوگا۔ مگر اس دن کا افسوس کسی کام کا نہیں۔ انہیں گستاخوں کو مخاطب کرتے ہوئے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: شعر

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اور شفاعت کے منکر گستاخان رسول کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت بریلوی نے بڑا عمدہ شعر کہا: شعر

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

اگر مصطفٰی جان رحمت ﷺ کی شان محبوبیت کو دیکھنا ہو تو قرآن مقدس کا ایمان کی نگاہوں سے مطالعہ کیا جائے تو پتہ چل جائے گا سرکار دوعالم کا مقام خدا کی بارگاہ میں کیا ہے۔

دوستو! حقیقت میں قرآن مقدس نبی کون ومکان ﷺ کی نعتوں کا ایک حسین وسدابہار گلدستہ ہے جس کی مہک سے اہل ایمان کے مشام جان معطر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنے حبیب کی رفعت وبلندی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمارہا ہے "وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكْ" اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند فرمایا۔

حدیث شریف: حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے حضرت جبرئیل سے اس آیت کو

دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اذان میں تکبیر میں تشہد میں ممبر ومحراب پر اور خطبوں میں تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سید عالم ﷺ کی شان رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بے کار ہے اور کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کا ذکر دنیا وآخرت میں بلند کیا، تو ہر خطیب ہر تشہد پڑھنے والا "اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه" کے ساتھ "اشهد ان محمد رسول اللّٰه" پکارتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا۔ (خزائن العرفان)

اس تفسیر کے مطابق آج جو ہر چہار جانب نبی کون مکان ﷺ کے نام کا پرچم لہرا رہا ہے، یقیناً اسی "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكْ" کے ہی جلوے ہیں اور صرف فرش پر ہی نہیں بلکہ ان کی تعریف وتوصیف کی گونج تو عرش پہ بھی اور فرش پر بھی دنیا کی ہر چہار جانب چاہے ہندوستان ہو یا پاکستان، عرب ہو یا لندن، امریکہ ہو یا افریقہ ہر جگہ ہو رہی ہے اور رہتی دنیا تک ہوتی رہے گی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں: شعر

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

حالانکہ دشمن رسول اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ برابر ناکام کوشش کر رہے ہیں کہ ان کے ذکر پاک کا حسین سلسلہ ختم کر دیا جائے، مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام اور یا نبی سلام علیک کے حسین نغمے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی خوبصورت اور باوقار صدائیں ختم ہو جائیں۔ مگر سوائے ذلت ورسوائی کے کچھ ہاتھ نہیں آ رہا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی انہیں گستاخوں کو للکارتے ہوئے فرماتے ہیں: شعر

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اور دوسری جگہ اپنی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں: شعر

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

اور پھر عالم کیف و مستی میں ڈوب کر بارگاہ رسالت میں عرض کر رہے ہیں: شعر

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

غرضیکہ وہ قرآن مقدس کی مبارک آیتیں ہوں یا آسمان و زمین میں ان کے نام کے چرچے، یا آخرت کی شفاعت پرسب "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" کے جلوے ہیں جو ہر چہار سمت چھائے ہوئے ہیں۔ ہر انسان اپنے اپنے علم کے مطابق تعریف و توصیف کر کے رحمت خداوندی کا طالب ہوتا ہے ورنہ کماحقہ تعریف تو سوائے خدا کے بھلا کون کر سکتا ہے۔ شعر

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دیکھیے امام اہلسنت کس انداز میں فرماتے ہیں: شعر

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

وَمَا علینا الا البلاغ المبین.

دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی محبت ہر ایک انسان کے دل میں عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ آخر میں اس شعر کے ساتھ رخصت ہو رہا ہوں:

ہیں پشت پناہ غوث اعظم   کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

اتباع سنت مصطفیٰ ﷺ

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحٰے کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
فَانكحوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ.

(پارہ نمبر۴، رکوع۱۱، آیت۲)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
"اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِىْ فَمَنْ رَغِبَ سُنَّتِىْ فَلَيْسَ مِنِّىْ".

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْم وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْم وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لِمِنَ الشَّاهِدِيْنَ.
وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

بادۂ توحید کے متوالو! شمع نبوت کے پروانو! حیدر کرار کے شیدائیو! غوث اعظم کے عقیدت مندو! قرآن کریم کے فدا کارو! اولیاء امت کے جاں نثارو! آؤ سب سے پہلے بھیک

دینے والے آقا و مولیٰ رحمۃ العالمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، مراد المشتاقین، اکرم الاولین، افضل الآخرین، جان عالمین، لاۂ وٹیبین، مصبح المقربین، سراج السالکین، شمس العارفین، راحت العاشقین، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین، سید المرسلین، صاحب قرآن بین، صاحب قاب قوسین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں جھوم جھوم کر درود شریف کی ڈالی نچھاور کریں اور پڑھیں اللهم صل على محمد و على اله و اصحابه و بارك وسلم صلوٰة و سلاما عَلَيْكَ يا رسول الله.

ترجمہ: عزیزان ملت اسلامیہ! اللہ جلالہ وعم نوالہٗ کا ارشاد پاک ہے کہ "فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰع".

یعنی جو عورتوں میں سے تمہیں اچھی معلوم ہو ان میں تم لوگ دو دو تین تین چار چار کے ساتھ نکاح کرو۔

اور تاجدار مدینہ سرور سینہ ﷺ کا ارشاد پاک کہ "اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي" یعنی نکاح کرنا میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

شادی: شادی ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کے پھسلتے ہوئے قدم کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیتی ہے۔ شادی بدکاری میں غوطہ زن آدمی کو قید کر دیتی ہے۔ شادی زانی اور زانیہ کے پیروں میں زنجیریں پہنا دیتی ہے۔ شادی ضلالت و گمراہی کے گڈھوں میں بھٹکتے ہوئے نوجوانوں کے لئے مشعل راہ بن جاتی ہے۔ شادی اجڑے ہوئے نشیمن کو آباد کر دیتی ہے۔ شادی کمہلائے پھول کو کھلا دیتی ہے۔

جس وقت موتیوں سے پروئے ہوئے ہار نوشہ کے سر پر کھل اٹھتے ہیں تو ستارے شرما کر آنکھیں چھپا لیتے ہیں۔ چاند کی گود میں محبت کا تاج مچل اٹھتا ہے۔ سورج کی ترچھی کرنیں رخ زیبا کا بوسہ لیتی ہیں۔

وہ ساعت و سماں نہایت ہی خوش رنگ و خوش طبع ہوتا ہے۔ عروس انسان کا قلب و جگر

سروریت سے موجیں مارنے لگتے ہیں۔ بے پناہ خوشیوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ شاہانہ کروفر کے ساتھ نوشہ سفیر بن کر اہل خانہ کو مبارکباد دیتے ہوئے رخصت ہو جاتا ہے۔ مسرت و شادمانی کی لہریں گردش کرنے لگتی ہیں۔

ماں کی پکار! اس وقت ماں کی ممتا تلملا اٹھتی ہے، دل کے پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں، آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے جاری ہو جاتے ہیں، موسم بہار و خزاں کے سرسراتے ہوئے ہوا کے جھونکے لب مادر کو خارزار کر دیتے ہیں، گرمی کی چلچلاتی ہوئی دھوپ زبان مادر کو خشک کر دیتی ہے، وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو قابو میں کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اپنا آنچل سمیٹ کر چہرے پر پھیر لیتی ہے۔ وہ خشک آنچل آنسوؤں کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا ہے، نور نظر کی محبت دل میں موجزن ہو جاتی ہے، لخت جگر کا پیار آنکھوں میں سما جاتا ہے۔

نوشہ کو نظر سے غائب ہوتے ہی بیٹے کی محبت ماں کو چیخنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ماں کی ممتا پکار اٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ اے میرے نو نظر ایک دن تو مہد مادر میں اٹکھیلیاں لے رہا تھا، غم و کلفت کی دبیز چادر اوڑھ کر میں نے رات کے سناٹے میں لوریاں دے دے کر سلایا، تیری نجاست کو اپنے آنچلوں میں اٹھایا، بھوک و پیاس کی شدت کو ختم کرنے کے لئے اپنی چھاتیوں کو ترے منہ سے لگایا، ائے میرے نور نظر، لخت جگر جب تری دل خراش آواز فضاؤں میں گونجتی تو اس وقت میرا دل اچھلنے لگتا تو اس وقت تمہیں خاموش کرنے کے لئے اپنی پستان کو تیرے منہ سے لگا لیتی، تیری پرورش میں شب و روز کو وقف کر دیا۔

اس رنگ و نور کے پاکیزہ ماحول میں تمہارے ایام گزرتے گئے، عمر کا کارواں بڑھتا گیا، یہاں تک کہ جب حسن شباب کا سورج نصف النہار پر پہنچا تو میں نے شہنشاہ کونین ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رشتۂ ازدواج طے کر دیا۔

دیکھو بیٹا! آج تم شادی کی ترنگ میں بے انتہا خوشیوں کو اپنے وسیع اور کشادہ دامن میں چھپائے ہوئے بکھری زلفوں کو سلجھانے کے لئے والہانہ انداز میں قدم بڑھا رہے ہو، قدم فرش زمین پر نہیں پڑ رہے ہیں، لیکن... اے میرے ارمانوں کے شگفتہ پھول! تم دوشیزہ کی حسن و

زیبائی کی نکھری ہوئی چاندی میں نہا کر مجھ سے غافل نہ ہوجانا، اے میرے دل کے آرزو! تم اپنی بیوی کے آغوش میں رہ کر اپنی غم رسیدہ ماں کو نہ بھولنا، میں نے غم اندوہ کے تھپیڑوں میں موج مارتے ہوئے تیری پرورش کی ہے، دیکھنا کہیں بیوی کی محبت کا جادو اثر نہ کر جائے۔ رنج و الم کی شدت برداشت کرتے ہوئے تجھے شبابیت کا مزہ چکھایا ہے، دیکھنا کہیں مہر جیسی دوشیزہ کی چاندنی میں تیرا دل پتھر کے مانند نہ ہوجائے اور تو مجھے اپنے دل سے نکال نہ دے۔

برادرانِ اسلام! والدہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بیٹے کو دیکھتی ہے اور گریبان تار تار کر لیتی ہے، کیوں؟ ارشاد رسول: اس لئے کہ پیارے مصطفےٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا، ایک زمانے کے باشندے ایسے ہوں گے کہ ماں کی محبت اولاد کے دلوں سے رخصت ہوجائے گی، بیٹا ماں کا دشمن بن جائے گا۔

آج کون ہے جو ماں کی ممتا کو ٹھکرا کر بیوی کی آغوش میں نہ رہ رہا ہو، کون ہے جو والدین کے احسانات کو بھول کر بیوی کے اشارۂ ابرو پر گردش نہ کرتا ہو۔

کون ہے؟ جو ماں کی محبت کو جوتوں کی ٹھوکروں پر نہ اڑاتا ہو۔

حضرات! ایک انسان جب اپنے آپ کو قوی و جری محسوس کرنے لگتا ہے، جب وہ قوت و توانائی کا مجسمہ بن جاتا ہے اور شیطان اس کے دل میں غروریت کا نشیمن آباد کر لیتا ہے اور وہ شیطان کے کبر کے لبادۂ نجس کو اپنے سر کا تاج بنالیتا ہے، شیطان اس کی رہبری کرنے لگتا ہے تو عشق بازی پیشۂ زندگی بن جاتی ہے اور ماں کی محبت دلوں سے جاتی رہتی ہے۔ ماں اپنے بیٹے کی راہ روی کی وجہ سے گلی گلی، کوچہ کوچہ، شہر شہر ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہے اور بیٹا عشق کے نشے میں چور ہوکر ماں کے اوپر تیروں کی بوچھار کرتا، گلا گھونٹنے کے لئے موقع غنیمت کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔

لیکن برادران اسلام! بیٹے کی محبت، نور نظر کا پیار، جو ماں کے سینے میں موجزن و گامزن ہے، پکار اٹھتی ہے کہ اے میرے لال تم کیوں اپنی زندگی کو ویران کر رہے ہو، کیا معلوم نہیں کہ میں نے تمہیں کس محبت اور مشقت کے ساتھ پروان چڑھا کر جوان کیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم

نہیں کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہوا کرتی ہے؟ ارشاد قرآن: جس طرح تم پر اسلام کے دیگر فرائض کی ادائیگی ضروری ہے اسی طرح اطاعت والدین بھی ضروری ہے چاہے تم پتھروں کی بارش کر کے میرے جسم کو ریزہ ریزہ کر دو، چاہے ایک ہی وار میں مجھے دار آخرت سے ہمکنار کر دو لیکن میرے دل سے تمہاری محبت نکل نہیں سکتی۔ میں نے اذیتوں اور مصیبتوں کے گہرے سمندر میں بل کھاتے ہوئے تمہاری پرورش کی ہے، خونخوار شیر کے مقابل جا کر لقمہ بننے سے بچایا ہے۔

الغرض تمہیں ہر طرح کا سکون و آرام دیا ہے۔ ذرا آنکھیں اٹھا کر دیکھو، خلاق کائنات قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ یعنی ماں باپ کو اُف نہ کہو اور نہ ان دونوں کو جھڑکو، اور دونوں سے اچھی اور نرم بات کہو۔ مطلب یہ ہوا کہ ماں باپ کو اُف تک نہ کہو اور نہ ان دونوں کو جھڑکو یعنی ان دونوں سے کوئی بات غصہ ہوکر نہ کرو۔ اگر تمہیں کوئی بات کرنی ہے عاجزی وانکساری کے ساتھ اچھی بات کہو۔

اطاعت والدین احادیث کی روشنی میں: عزیزانِ ملت اسلامیہ! اطاعت والدین کے بارے میں کیا کہنا ہے دیکھئے، احادیث کریمہ پرزور لہجہ میں اعلان کر رہی ہے کہ جس نے والدین سے منہ موڑا اس نے خدا اور رسول سے منہ موڑا، جس نے والدین کی فرمانبرداری سے اعراض کیا تو اس نے جنت سے اعراض کیا، جو والدین کا دشمن بنا وہ شیطان کا دوست اور عذاب قبر کا ساتھی بنا۔

طلاق دے دو! یہیں تک بس نہیں بلکہ اطاعت والدین کے بارے میں بہت ساری احادیث کریمہ مذکور ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ، میری ایک بیوی ہے جس سے میں بڑی محبت کرتا ہوں لیکن میرے باپ فاروق اعظم اسے میرے لئے پسند نہیں کرتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں کہ بیٹا اسے طلاق دے دو! کیا میں طلاق دے دوں یا رسول اللہ! یہ سن کر میرے آقا و مولی ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے عبداللہ اسے طلاق دے دو۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

برادران اسلام! آپ نے کیا سمجھا؟ مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے ماں باپ کہیں کہ طلاق دے دو تو اطاعت والدین کا تقاضہ ہے کہ ماں باپ کا کہا مانو اور اس کو طلاق دے دو۔

ذلیل ہے وہ: اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی موجود تھے۔ حضور نے فرمایا وہ ذلیل ہے، وہ ذلیل ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کون ذلیل ہے؟ تو رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ ذلیل ہے وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا ان دونوں میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کی خدمت حاصل کر کے جنت حاصل نہیں کی۔

میرے محترم دوستو! حضور نے فرمایا جنت حاصل نہ کی۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ سبب جنت ہیں۔ اور سنئے! حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت فرمایا یا رسول اللہ اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟ تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ھما جنتک و نارک"۔

یعنی وہ دونوں تیری جنت بھی ہیں اور تیری دوزخ بھی ہیں۔ یعنی جو اپنے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرے گا تو جنت پائے گا اور جو سرکشی و نافرمانی کرے گا تو جہنم میں جائے گا۔ لہٰذا اولاد کو چاہئے کہ وہ ماں باپ کی فرمانبرداری کرے اور خدمت گذار بن جائے اور ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھے تاکہ ان کی نیک دعاؤں سے دنیا میں عیش و عشرت کی زندگی گذارے اور دنیا میں پھلے پھولے اور آخرت کا مستحق بنے اور ناری ہونے سے بچے۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

میرے بزرگو! کیا تم عاشقان مصطفیٰ اور ہمدردان قوم و اسلام کو بھول گئے جن کی کوئی بھی نقل و حرکت بغیر اجازت والدین کے نہیں ہوا کرتی تھی؟ کیا وہ انسان اور بشر نہیں تھے۔ اس کا

مطلب ہرگز یہ نہ سمجھئے کہ شوہر کے حقوق بیوی پر کچھ نہیں ہیں بلکہ پروردگار عالم نے اس کا بھی اپنے مقدس قرآن میں ارشاد فرمادیا "ھن لباس لکم و انتم لباس لھن" یعنی عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ بیوی کی آغوش میں آ کر ماں کے زخموں پر نمک چھڑکو۔ کیا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ آپ کے لئے کافی نہیں ہے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اور اطاعت والدہ: وہی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جو اپنے قبیلے کے چمنستان میں ہزاروں کی امیدگاہ بنے ہوئے تھے، انہیں خود خبر نہیں کہ تصورات کی کتنی انجمن میں ان کی یادوں کے چراغ جل رہے ہیں۔ اس عالم فانی میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے تھے کہ بندۂ مومن کے تمام ارمانوں کا مرکز صرف رسول کونین ﷺ کی ہستی ہے، اسی رنگ و نور کے گھرے ہوئے ماحول میں حنظلہ رضی اللہ عنہ کے دن گذرتے گئے، عمر کا کارواں بڑھتا گیا، یہاں تک کہ جب حسن و شباب کا سورج نصف النہار پر پہونچ چکا تو ماں نے ایک دن آرزوئے شوق اظہار کیا کہ اے میرے ارمانوں کے شگفتہ پھول قبیلہ کے ممتاز گھرانوں سے پیغامات آرہے ہیں، اجازت دو کہ کسی کو منظور کرلوں۔

آج کا دور: عزیزان ملت اسلامیہ! ایک زمانہ وہ تھا کہ والدین اپنی اولاد سے اجازت لے کر شادی کیا کرتے تھے لیکن آج ہمارے سامنے ایک ایسا زمانہ آگیا، ایک ایسا وقت آگیا، ایک ایسا ماحول بنتا جارہا ہے کہ والدین اپنی اولاد سے کیا پوچھے بلکہ لڑکا خود یہ چاہتا ہے کہ ہماری شادی جلد ہو جائے۔ شادی میں ذرا سی بھی تاخیر نہ ہو بلکہ جتنی ہی جلد ہو سکے ہماری شادی ہو جائے ..... دوستو! زمانہ نہیں بدلا ہے بلکہ ہم لوگ خود بدل گئے ہیں۔ زمانہ تو اپنی جگہ پر بالکل برقرار ہے کیونکہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ حضور ابن قیس نے ابو یحیٰ سے پوچھا زمانہ کس طرح ہے؟ تو حضرت ابو یحیٰ نے فرمایا زمانہ تو آپ ہی ہیں۔ اگر آپ اچھے ہیں تو زمانہ اچھا ہے، اگر آپ خراب ہیں تو زمانہ بھی خراب ہے۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہوا کہ اگر آپ نیک و صالح ہیں تو زمانہ اچھا ہے اور اگر بد اخلاق اور بد کردار

ہیں تو زمانہ بھی بداخلاق و بدکردار ہے۔ اس لئے آج ہم نے بزرگانِ دین کے بتائے ہوئے راستے کو بدل ڈالا ہے۔ آج ہم نے اپنے اسلاف کی تاریخ کو بھلا دیا ہے۔ آج ہم نے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، آج ہم نے اطاعت والدین سے منہ موڑ لیا ہے۔

لیکن قربان جاؤ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ پر کہ انہوں نے یہ نہیں فرمایا والدہ محترمہ ہماری شادی جلد کر دیں، لیکن اطاعت کا ڈھنگ تو دیکھئے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے ماں کے قدموں کو بوسہ دیتے ہوئے جواب دیا کہ میری زندگی کو اسیر شوق بنانے کے لئے وہی زنجیر کافی ہے جو اسلام ہے۔ گُل قدس کے پروانوں کو اسی میں رہنے دو۔ اب دل کا کوئی گوشۂ التفات غیر کے لئے خالی نہیں۔ ماں نے چہرے کی بلائیں لیتے ہوئے کہا...... رشتۂ ازدواج بھی تو اسی شہنشاہ کونین کی سنت ہے جس کے حکم پر گوش برآواز ہونے کے لئے تم زندگی کی فراغت چاہتے ہو۔

شاید تمہیں معلوم نہیں کہ اس موسم حیات کی بہار دیکھنے کے لئے کتنی مصیبتوں کا مسکراتے ہوئے خیر مقدم کیا ہے۔ کتنے مصائب وآلام کی بھٹی میں سلگ سلگ کر میں نے اپنے محبوب امیدوں کو تاراج ہونے سے بچایا ہے۔ اس لئے میرے مقدس ارمانوں کا کچھ احساس ہو تو ہمیں اجازت دو کہ میں تمہارے لئے ایک چمن آباد کروں۔

میرے دوستو! بیٹے نے پشیمانی کے انداز میں جواب دیا کہ مادر مشفق کی خواہش کے احترام میں میرا سر تسلیم خم ہے۔ اس کے بعد ماں کی سرور و کیف کا اجڑا ہوا نشیمن پھر آباد ہو گیا اور خوشی سے ان کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور دوسروں کے گھر جا کر مارے خوشی کے کہنے لگی کہ آج میرا بیٹا شادی کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لہٰذا تم لوگ اس کے لئے ایک ایسی لڑکی تلاش کرو جو اللہ اور رسول کی فرمانبردار ہو اور نماز روزہ کی پابند ہو اور اطاعت خدا اور رسول بھی جانتی ہو۔

حضرات! حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جیسے شکیل و خوبرو نوجوان کو دام عشق میں باندھنے کے لئے جہاں بہت سی امیدواروں کی اُمیدوں کا خون بہایا گیا آج وہیں ایک تمنا پروان چڑھتی

ہے اور قبیلے کی سب سے حسین وجمیل دوشیزہ کے ساتھ ایک خوشگوار شام کو کیف و سرور کی مسحور کن فضا میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح کی رسم ادا کی گئی۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارك و سلم صلوۃ و سلاما علیك یا رسول اللّٰہ.

ماں کی محبت: برادرانِ اسلام یہ اطاعت والدین نہیں تو پھر کیا ہے، اسی کو تو اطاعت والدین کہتے ہیں کہ وہی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کبھی رشتۂ ازدواج سے کوسوں دور بھاگا کرتے تھے لیکن واہ رے ماں کی محبت، گویا ماں کی محبت ایسی چیز ہے کہ پتھر کو پگھلا کر موم کر دیتی ہے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ماں کے قدموں کے گرد و غبار کے خواستگار تھے، ماں کی محبت ان کے دل میں گھر بنا چکی تھی۔

حضرات! میں نے پہلے ہی کہہ دیا کہ دور حاضر میں انسان ماں کو بھول کر بیوی کو اپنی زندگی کی ملکہ تصور کرتا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل ضروری سمجھتا ہے۔

حضرت حنظلہ اور شادی کی پہلی رات: لیکن نہیں! نہیں...... حضرت حنظلہ کی شادی کی پہلی رات ہے...... دو دھڑکتے ہوئے دل ہنگامہ شوق کے ایک نئے عالم میں داخل ہو رہے تھے، دنیا پر سکوت کا عالم طاری ہے رات بھیگ چکی ہے، ساری دنیا خرگوش کی طرح بستر استراحت پر آرام کر رہی ہے کہ اسی اثناء میں اچانک کسی منادی کی آواز فضاؤں میں گونجتی ہے، اعلان حق کے الفاظ سننے کے بعد آپ مسرور ہو کر بالکل مستعد ہو گئے۔ حضرت حنظلہ کے نشاط وطرب کے شوق انگیز لمحوں کا تسلسل ٹوٹ پڑتا ہے۔ ایک گہرے تجسس کا نشان ابھر جاتا ہے۔ اعلان کے الفاظ سننے کے بعد مستعد ہو گئے۔ اب حضرت حنظلہ اپنے آپ میں نہ تھے، جذبات کا طلاطم پھوٹ پڑا، بے خودی کے عالم میں ایک بار اپنی نئی نویلی دلہن کو دیکھا اور کہنے لگے اے جان آرزو...... میدان جنگ سے اسلام نے آواز دی ہے۔ اجازت دو کہ میں بھی مجاہدین کی قطار میں شامل ہو جاؤں۔ اگر زندگی میدان کارزار سے واپس آئی تو پھر تیری مہکتی ہوئی زلفوں کے سائے میں میرا خیر مقدم ہوگا اور اگر زندگی خوش

بختی سے کام آگئی تو پھر قیامت کے دن شہیدانِ وفا کی صفوں میں تمہیں کہیں نہ کہیں ضرور تلاش کرلوں گا۔

دوستو! یہ کہتے ہوئے حضرت حنظلہ نے جیسے ہی قدم باہر نکالنا چاہا کہ ان کی بیوی نے دامن تھام لیا اور ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ بمشکل یہ چند جملے محبت بھری آواز سے ادا کرتی ہے کہ اے میرے سرتاج جاؤ جلدی کرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا اور رسول کونین کی پکار پر حاضری دینے میں تاخیر ہو جائے، جلدی کرو اور رسول کونین ﷺ کے قدم ناز کے امان میں مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ کنیز کو بھی ان کی بارگاہ کی آخری صف میں اگر جگہ مل جائے تو اپنی خوش نصیبی پر تا زندگی نازاں رہے گی۔

آج کی عورتیں: حضرات گرامی! یہ مضمون آج کی بے وفاؤں اور اپنے شوہروں کی اطاعت ومحبت کی نافرمان عورتوں کو درس دیتا ہے کہ آج کی خواتین اسلام اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں۔ اگر ان کے شوہر کسی میدان میں جانے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو وہ ان کے دامن کو تھام کر کہنے لگتی ہے کہ اے میرے سرتاج! اگر تم میدان جنگ میں جاؤ گے تو قتل کردیئے جاؤ گے تو پھر میرا سہارا کون ہوگا، میری مصیبت کو کون دیکھے گا، مانگ کا سندور برباد ہو جائے گا، میری خوبصورتی کس کے لئے رہ جائے گی۔ اس لئے تم قطعی نہ جاؤ۔

میرے دوستو! آج کی بیوی اپنے شوہروں کو روک لیتی ہے لیکن قربان جاؤں ان خواتین اسلام پر جو اپنے اپنے شوہروں کو بخوشی اجازت دے رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ جاؤ میرے سرتاج جلدی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ شہنشاہ کونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے میں تاخیر نہ ہو جائے۔ ذرا غور کرو کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی نئی نویلی دلہن نے جانے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے کہا تھا کہ تم اپنی زندگی کے ہر ایک لمحہ کو راہ حق میں قربان کردو۔

حضرات گرامی! حضرت حنظلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اچھا اب اجازت دو کہ میں چلوں کیونکہ وقت بہت نازک ہے۔ اس اثناء میں آپ کو غسل جنابت یاد نہ رہا اور آپ اپنے گھر سے نکل پڑے۔ رات کے پچھلے پہر جاں نثاروں کا لشکر میدان کارزار کی طرف روانہ ہو

گیا۔ میدان کارزار میں پہنچ کر آرام وسکون حاصل کیا۔

دوسرے دن علی الصباح گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ حنظلہ بپھرے شیر کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور آپ کی تلوار بجلی کی شرارہ معلوم ہو رہی تھی۔ آپ کے بے دریغ حملوں سے دشمن کے پیر اکھڑ گئے۔ بہت سے مارے گئے، بہت سے زخمی ہوئے۔

لیکن! حضرت حنظلہ کی پیاسی روح چشمہ کوثر کی طرف نہایت سرعت سے بڑھ رہی تھی کہ اچانک زہر میں بجھا ہوا ایک تیر آپ کے جگر میں آکر پیوست ہوگیا۔ جب تک خون کا ایک قطرہ بھی باقی رہا کلمہ حق کی بلندی کے لئے لڑتے رہے۔ جب رگوں کا شرارہ خاکستر ہو گیا تو زمین پر آگئے اور چند ہی لمحوں میں روح عالم بالا کی طرف پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

اسلاف کرام کی زندگی: برادران اسلام! اسلاف کرام کی زندگی کے جس پہلو کا جائزہ لو گے تو اطاعت والدین کے نعرے بلند ہوتے ہوئے نظر آئیں گے، محبت رسول کے ساتھ ساتھ محبت والدین کے چراغ بھی جلتے ہوئے دکھائی دیں گے۔

جہاں جہاں محبت رسول میں غرق پاؤ گے وہیں دلوں میں اطاعت والدین گھر بنائے ہوئے نظر آئے گی۔ ایسی بات نہیں کہ پہلے شادی کا رسم ورواج نہیں تھا، نہیں نہیں بلکہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد بھی جہاں تم بیوی سے پیار ومحبت کی باتیں کرتے ہوئے دیکھو گے وہیں والدین کا مطیع وفرمانبردار بھی پاؤ گے۔ جہاں بیوی کی محبت کا ابلتا ہوا چشمہ نظر آئے گا وہیں ماں باپ کی محبت بھی پروان چڑھتی ہوئی نظر آئے گی، جہاں بیوی کی زلفوں کے سائے میں اپنی زندگی کی امیدیں اور رنگینیاں تلاش کرتے ہوئے پاؤ گے تو وہیں ماں باپ کے قدموں کے نیچے سروں کو جھکائے ہوئے بھی پاؤ گے، جہاں جہاں اس کی ہونٹوں کی معصوم مسکراہٹوں اور اس کی موہنی اداؤں کا نشیمن آباد کرتے ہوئے پاؤ گے وہیں والدین کی محبت کا شیش محل کھڑا کرتے ہوئے بھی پاؤ گے۔

دوستو! اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کو سمجھنا چاہتے ہو تو سمجھ سکتے ہو،

جانچنا چاہتے ہو تو جانچ سکتے ہو، شہیدان عظام کا امتحان لینا چاہتے ہو تو پرکھ سکتے ہو دیکھ سکتے ہو۔

اگر دیوانہ رسول کی عظمت کو معلوم کرنا چاہتے ہو تو اطاعت شعاری کا مجسمہ ہی دیکھو گے۔

وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا کا عمل پیرا ہی پاؤ گے لیکن ساتھ ساتھ "هن لباس لكم و انتم لباس لهن" کے عامل بھی پاؤ گے، "او من ينشا فى الحليه" یعنی جس وقت یورپ میں لڑکیاں بے پردہ اور بے عزت ہوا کرتی تھیں، جس وقت عورتیں ایران میں شہوت پرستی کا کھلونا بنی ہوئی تھیں، جس وقت اہل عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے، تو عین اسی وقت رحمت خداوندی جوش میں آئی اور ارشاد ہوا:

اے عورتوں! مایوس نہ ہو، ہم نے تیری تخلیق اور زینت و آرائش کی ہے، ہم نے تمہیں حسن و جمال اور نزاکت و لطافت کا مرقع بنایا ہے، اگر کائنات میں چمنستان و بہارستان ہے تو تم اس کی شمع فروزاں ہو۔

تم آدم علیہ السلام کی تسکین اور عالم کی تزئین کا باعث ہو۔ اگر سبب نازک کا وجود نہ ہوتا تو دنیا کی آبادی کی زیب و زینت اور آرائش ویران ہو جاتی، اسی لئے سرکار دو عالم ﷺ نے "اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي" کا نعرہ جانفزا سنایا اور خلاق دو جہاں نے "فَانْكِحُوْا ما طاب لكم من النساء مثنىٰ و ثلث و ربع" کی خوشخبری دی اور ساتھ ہی ساتھ "ولا تقل لهما اف ولا تنهر هما" بھی فرمایا یعنی اے ایمان والو تمہیں جو عورتیں اچھی لگیں تم ان میں سے دو یا تین یا چار کو اپنی نکاح میں لاؤ۔

لیکن شرط یہ ہے کہ بیوی کے حقوق کو والدین پر ترجیح نہ دو، والدین کے حقوق کی اپنی جگہ بہر حال اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک مسلم حقیقت ہے، دونوں کا احترام ضروری ہے۔

بہر حال! اگر تم واقعی جنت کو اپنی آرام گاہ بنانا چاہتے ہو تو اس کے لئے اپنے والدین کے قدموں کو اپنے سروں کا تاج بنانا ہوگا، اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی پکڑ سے بچنا چاہتے ہو تو قرآن و حدیث کے فرمان پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

اگر تم جنت کے حسین محل میں اپنا مسکن بنانا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اپنے ماں کے قدموں سے لپٹ جاؤ اور اس کی خوشیاں حاصل کر لو تو یقیناً جنت تمہارے لئے سراپا منتظر ہوگی اور حسینان جنت تمہارے استقبال کے لئے صف بستہ ہوں گی اور مرحبا مرحبا کی صدائیں بلند ہوں گی۔

تو بھلا بتاؤ دوستو! ایسی صورت میں کون ایسا انسان ہوگا جو اپنے والدین کے حقوق کو فراموش کر دے اور ان کی اطاعت میں جان قربان کرنے کے لئے ہمیشہ ہمیش تیار نہ ہوگا۔

دعا ہے کہ رب قدیر بطفیل بشیر و نذیر (جل جلالہ ﷺ) اتباع سنت مصطفےٰ کی توفیق عطا فرمائے۔

اور ساتھ ہی ساتھ اطاعت والدین کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین، آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین

خوب کی سیر چمن پھول چنے شاد رہے
باغباں جاتا ہوں میں گلشن تیرا آباد رہے

وما علينا الا البلاغ المبين

فضیلت روزہ

صبر رمضان میں جو مزہ ملتا ہے
ہر نعمت دنیا سے سوا ملتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعد! فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصیام کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن.

صدق اللہ العلی العظیم و صدق رسولہ النبی الامین الکریم و نحن علیٰ ذلك لمن الشاهدین والشاکرین والحمدللہ رب العالمین.

صبر رمضان میں جو مزہ ملتا ہے
ہر نعمت دنیا سے سوا ملتا ہے
صائم کو مبارک ہو یہ نوید رحمت
اللہ سے روزہ کا صلہ ملتا ہے
ماہ رمضان کا چاند ظاہر ہوا
فضل کی بدلیاں چار سو چھا گئیں
رحمت کبریا جوش پر آ گئی
بارش فیض و عرفان برسا گئی

عزیزانِ ملت اسلامیہ وحاضرین جلسۂ نبویہ! جگر گوشہ آمنہ کے دیوانو! شمع نبوت کے پروانو! حیدر کرار کے شیدائیو! غوث اعظم کے عقیدتمندو! مسلک حنفی پر چلنے والو! غریب نواز کے فدائیو! چمنستان رضوی کے مہکتے ہوئے پھولو! مرکز اہلسنت فاضل بریلوی کے متوالو! آؤ سب سے پہلے لو لگا کر بھیک دینے والے آقا و داتا رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، سید المرسلین، مدنی تاجدار، سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، رہبر اعظم، دستگیر اعظم، محسن اعظم، قائد اعظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں جھوم جھوم کے عقیدت و محبت کا ترانہ درود شریف کی آواز بلند کریں،

اللھم صل علی سیدنا مولانا محمد وبارك وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیك یا رسول اللّٰہ.

تمہید کلمات: برادران اسلام! اللہ خالق ہے اور ہم مخلوق، اللہ رازق ہے اور ہم مرزوق، اللہ سب کو رزق دیتا ہے کوئی ہو، کہیں ہو، چاہے امیر ہو یا فقیر، مالدار ہو یا لاچار، گورا ہو یا کالا، بچہ ہو یا جوان، اندھا ہو یا لنگڑا، بادشاہ ہو یا غریب، شاہ ہو یا گدا، محتاج ہو یا غنی، مشرقی ہو یا مغربی، شمالی ہو یا جنوبی، عربی ہو یا عجمی، نیپالی ہو یا ہندوستانی، ایرانی ہو یا پاکستانی، چینی ہو یا روسی، حکومت کا پاسبان ہو یا سیاست کا نگہبان ہر ایک کو اللہ رزق دیتا ہے۔

روزہ امتحان: رب کائنات سال میں ایک مرتبہ اپنے بندوں سے یہ امتحان لیتا ہے کہ اے میرے بندو! تم تو پورے سال میری نعمتیں کھاتے ہوئے آئے، مگر اس کو صرف تیس دن کے لئے چھوڑ سکتے ہو یا نہیں؟ اسی امتحان اور آزمائش کے لئے سال میں ایک مرتبہ رمضان شریف کا مہینہ اٹکھیلیاں لیتا ہوا اس شان وشوکت کے ساتھ آتا ہے کہ "اولہ رحمۃ واوسطهٔ مغفرۃ و اخرهٔ عتق من النار".

تو یہی ایک شوق امتحان ہے کہ ہر مرد مومن بھوک کی تڑپ، پیاس کی شدت کو برداشت کر کے روزہ رکھتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اس امتحان میں کامیاب ہو یا ناکام، مگر اتنا تو

مسلم ہے کہ جو اس امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یوں نکلتا ہے کہ رب کائنات ارشاد فرما رہا ہے، حدیث قدسی ہے "الصوم لی و انا اجزی بہ" یعنی روزہ صرف میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا۔

خدا نصیب ہوگا: عزیزانِ ملت اسلامیہ! رب کائنات نے یہ رزلٹ آؤٹ کر دیا کہ اے میرے بندو! تم نماز پڑھو گے تو میں اس کا ثواب دوں گا، اگر تم حج کرو گے تو میں اس کا اجر دوں گا، اگر تم زکوٰۃ دو گے تو میں نیکی دوں گا۔ مگر سنو! جب تم روزہ کے امتحان میں کامیاب ہو جاؤ گے تو ثواب و اجر کیا، نیکی و اجر تو کیا، نیکی و جزا تو کیا میں خود ہی تمہارا ہو جاؤں گا، تمہیں خود مالک حقیقی مل جائے گا، خود خدا نصیب ہوگا۔ اللھم صل علی سیدنا مولانا محمد وبارك وسلم صلوٰۃ وسلاماً علیك یا رسول اللّٰہ. بہرکیف! دوستو پروردگار عالم نے رزلٹ آؤٹ کر دیا اور وعدہ فرمایا کہ نماز پڑھو گے تو جنت ملے گی، حج کرو گے تو جنت ملے گی، جہاد کرو گے تو جنت ملے گی، غریبوں کی امداد کرو گے تو جنت ملے گی، مریضوں کی تیمارداری کرو گے تو جنت ملے گی، مظلوموں کی فریادرسی کرو گے تو جنت ملے گی، یتیموں کی رکھوالی کرو گے تو جنت ملے گی۔

لیکن مسلمانو! روزہ رکھو گے تو جنت نہیں بلکہ صاحب جنت مل جائے گا، جنت والا ہی مل جائے گا، مالک حقیقی نصیب ہوگا۔ اسی لئے تو کسی نے کیا خوب کہا ہے:

تجھ سے تجھ ہی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں اور تجھ سا کوئی سخی نہیں

اللھم صل علی سیدنا مولانا محمد وبارك وسلم صلوٰۃ وسلاماً علیك یا رسول اللّٰہ. روزہ کب اور کیوں فرض ہے! برادران اسلام! یہ بھی سنتے چلیں کہ روزہ کب اور کیوں فرض ہوا؟ تو دیکھئے دوسری ہجری شروع ہو چکی تھی، اسلام ہر طرف پھیلتا جا رہا تھا، لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے، ہر جانب توحید کا ڈنکا بجتا تھا، ہر سو اسلامی پرچم لہراتا، ہر سمت عشق رسول کی وارفتگی تھی، ہر وقت لوگ نئے نئے احکام خداوندی کے منتظر رہتے،

نماز ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی، تب پروردگار عالم نے روزہ کا حکم دیا۔ دوسری ہجری کے حسین ماحول میں روزے کی فرضیت کا اعلان ہوا کہ "یَاَ ایُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَام کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن" یعنی اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا، جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر روزہ فرض کیا گیا تا کہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ۔

کیونکہ اسلام میں اکثر اعمال کسی نہ کسی واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں اس لئے کہ "فِعْلُ الْحَکِیْم لایخلو عن الحکمة".

چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ صفا و مروہ کیا ہیں، دو پہاڑی ہے، کنکر و پتھر کا ڈھیر ہے۔ مگر اس کی برکت کا یہ عالم ہے کہ قرآن بانگ دہل اعلان کر رہا ہے "ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ" یعنی صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں تو مجھے کہنے کا حق دیجئے کہ صفا و مروہ کو یہ برکت کہاں سے ملی۔ یقیناً یہ صرف حضرت ہاجرہ کے صدقے سے برکت آئی کہ جس وقت حضرت ہاجرہ اپنے ننھے معصوم بچہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑیں اور چکر لگائے تو یہ فعل رب کائنات کو اتنا پسند آیا، اتنا پسند آیا کہ آج ہر حاجی پر فرض کر دیا کہ جو بھی اپنے مقدر کے ستارے کی چمک سے یہاں تک پہونچے تو اس پر واجب ہے کہ وہ بھی صفا و مروہ پہ چکر لگائے، دوڑے، تا کہ حضرت ہاجرہ کی یاد تازہ ہو جائے۔

بس اسی طرح آپ یوں سمجھئے کہ جب نبی مکرم ﷺ اظہار نبوت سے قبل بغیر کھائے پیئے چند دنوں تک غار حرا میں ذکر الٰہی کرتے رہے، یاد الٰہی میں مصروف رہے تو جب یہ فعل نبی خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو گیا تو اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے اپنے بندوں پر روزہ فرض کر دیا تا کہ اپنے محبوب کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ "یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون".

یعنی اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر فرض کیا گیا تا کہ

تم متقی وپرہیزگار ہو جاؤ۔

اللہ! اللہ محبوب کی ادا اس طرح بھائی کہ ہزاروں انعام واکرام کا سبب بن گئی کہ:

فعل نبی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللهم صل علی سیدنا مولانا محمد وبارك وسلم صلوٰة و سلاماً علیك یا رسول الله.

ایک سوال: برادرانِ اسلام! آپ کے ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہوگا کہ رب کائنات نے روزہ کا حکم دیا تو اس طرح سے کیوں دیا، اس انداز سے کیوں دیا؟

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر فرض کیا گیا، آخر یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی، بس اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا لوگ مان لیتے، سرِنیاز خم کر دیتے، کیوں اے پروردگار عالم جب تو نے فرمایا کہ "اقیموا الصلوٰۃ" نماز قائم کرو، تو ہم نے جان ودل سے مان لیا، اے مالک ارض وسماء جب تو نے حکم دیا کہ "واتوا الذکوٰۃ" زکوٰۃ ادا کرو! تو ہم نے سرِ تسلیم خم کر دیا، اے بار الٰہ جب تو نے کہا "اتموا الحج" حج پورا کرو! تو ہم نے اقراری بن کر گردن جھکا دی۔

الغرض جو بھی حکم دیا ہم نے مان لیا، کوئی قیل وقال نہیں، کوئی سوال واعتراض نہیں، کوئی چون وچرا نہیں۔ تو اسی طرح اگر صرف یہ حکم ہوتا کہ روزہ تم پر فرض کیا گیا تو ہم سب مان لیتے، کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر اے بار الٰہ آخر تو نے یہ مزید کیوں فرمایا کہ جیسا کہ تم سے اگلے والوں پر فرض کیا گیا۔

جواب: تو آؤ دیکھو! رب کی جانب سے جواب ملے گا کہ اجی سنو! سنو! روزہ، نماز جیسی عبادت نہیں، روزہ زکوٰۃ جیسی عبادت نہیں، روزہ حج جیسی عبادت نہیں، روزہ جہاد جیسی عبادت نہیں، بلکہ روزہ دینی شان وشوکت کے اعتبار سے ایک نرالی عبادت ہے، روزہ ایک انوکھی عبادت ہے، روزہ ایک بے نظیر عبادت ہے کیوں کہ اس میں ایک ماہ کی مشقت سے دوچار ہونا

ہے، بھوک کی شدت کو برداشت کرنا ہے، پیاس کی تڑپ کو ضبط کرنا ہے، نفس امارہ کو کنٹرول کرنا ہے، خواہش نفسانی کو ٹھکرانا ہے، تو اس لئے قلب ومزاج کی تسلی کے لئے بول دینا پڑا "کما کتب علی الذین من قبلکم" کہ اے ایمان والو! تم روزہ کی ظاہری مشقت سے دوچار نہ ہونا، بھوک کی تڑپ وکرب سے نہ گھبرانا، پیاس کی زحمت ستائے تو نہ گھبرانا، روح تڑپ جائے تو نہ گھبرانا، پیٹ آنت سے لگ جائے تو نہ گھبرانا۔

کیونکہ روزہ صرف تمہیں پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ تم سے پہلے والوں پر بھی آزمائش ہو چکی، ان سے بھی امتحان لیا گیا۔ تو یہی ایک فلسفہ تھا کہ ارشاد ربانی ہوا "کما کتب علیٰ الذین من قبلکم"۔

کہ تم گھبرانا نہیں، غم مت کھانا، کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام پر بھی روزہ فرض تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی روزہ فرض تھا، حضرت اسماعیل علیہ السلام پر بھی روزہ فرض تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی روزہ فرض تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی روزہ فرض تھا، مگر نوعیت الگ الگ تھی، طریقہ بدلا ہوا تھا، راستے مختلف تھے، لیکن منزل ایک ہی تھی کہ

آئی ہے اس سے پہلے مساوات کی کرن
یہ آفتاب وقت کی پہلی کرن نہیں

اللهم صل علی سیدنا مولانا محمد وبارك وسلم صلوٰة و سلاماً علیك یا رسول الله.

ماہ رمضان تاریخ کے آئینے میں: عزیزانِ ملت اسلامیہ! یہ وہ مبارک ومسعود مہینہ ہے جس کی تیسری تاریخ کو سرکار دوعالم ﷺ کی پیاری لخت جگر سیدتنا حضرت فاطمۃ الزہراء کا وصال ہوا، اسی بابرکت مہینہ کی سترہ تاریخ کو اسلام کی عظیم جنگ بدر کے مقام پر ہوئی، اسی مقدس ماہ میں حضور رحمت عالم ﷺ کی رفیقہ حیات سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال باکمال ہوا۔

اسی پرعظمت مہینہ کی سترہ تاریخ کو محبوبۂ محبوب رب العالمین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا

وصال باکمال ہوا، اسی بزرگ مہینے کی اکیس تاریخ کو داماد مصطفٰے حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ منصب شہادت سے سرفراز ہوئے، اسی معظم ومکرم مہینہ میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو صحیفے عطا فرمائے گئے۔

اور یہیں تک محدود نہیں بلکہ اس مبارک ومسعود مہینہ میں سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور شریف عطا کی گئی، اسی تکریم والے مہینے میں سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو توریت شریف عطا کی گئی، اسی عظمت والے مہینے میں سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ کو انجیل شریف عطا کی گئی۔ ہاں! ہاں! یہی وہ رحمت وبرکت، عظمت وجلالت والا مہینہ ہے جس میں خالق کائنات نے اپنا آخری پیغام قرآن مجید بھی نازل فرمایا، کہ "شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن هدی للناس وبينت من الهدیٰ والفرقان".

پارہ۲، رکوع۷۔

یعنی رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن پاک کا نزول ہوا، لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں ہیں۔

عظمت رمضان احادیث کی روشنی میں: حضرات گرامی! رمضان شریف کی بڑی فضیلت ہے۔ چنانچہ خود آقائے دوجہاں صاحب قرآن رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

"عن ابی هريرة قال رسول الله e اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء و فی رواية فتحت ابواب الجنة و غلقت ابواب جهنم و سلسلت الشياطين و فی راوية فتحت ابواب الرحمة".

(مسلم شریف، بخاری شریف، جلد اول صفحہ ۲۵۵، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان المبارک آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رحمت کے

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کی آمد پر آسمانوں کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں اور خداوند قدوس کی رحمت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

یہیں تک محدود نہیں بلکہ مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف میں ہے کہ ایک منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اے نیک بندو! اعمال صالحہ کے لئے کمربستہ ہوجاؤ۔ رحمت ونور اور بخشش کا مہینہ جلوہ فگن ہوگیا ہے۔ اے خیر وفلاح کے چاہنے والو! نیکی کی طرف آؤ، بارگاہ خداوندی کی طرف آؤ، مساجد کی طرف آؤ، عبادت وریاضت کی طرف آؤ۔ یہی وہ مبارک ومسعود مہینہ ہے جس میں عمل قلیل پر جزائے جلیل عطا کی جاتی ہے۔ پھر ندا کرنے والا کہتا ہے کہ اے برائی کے چاہنے والو برائی سے رک جاؤ! اس برکت ورحمت والے مہینے کا احترام کر کے خداوند عالم اور اس کے رسول معظم ﷺ کی رضا وخوشنودی حاصل کرلو کیونکہ اس کا احترام کرنے والوں کے لئے جنت بھی مشتاق ہے۔ اللهم صل علیٰ سيدنا مولانا محمد وبارك وسلم صلوٰة و سلاماً عليك يا رسول الله. مجوسی بخشا گیا! تو دوستو، معلوم ہوا کہ جو اس مہینہ کا احترام کرے گا وہ بھی جنت کا حقدار بن سکتا ہے۔ چنانچہ نزہۃ المجالس میں ہے کہ بخارا شہر میں ایک مجوسی کا بیٹا بازار میں رمضان المبارک کے ایام میں اعلانیہ کھا رہا تھا۔ بیٹے کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا تو اس کے باپ مجوسی نے اس کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ رسید کیا اور اسے سختی سے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تجھے معلوم نہیں کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ بیٹے نے جواب دیا، ابا حضور! آپ بھی تو اس مہینے میں دن کے وقت کھاتے پیتے ہیں۔ تو مجوسی نے جواب دیا کہ درست ہے کہ میں روزہ نہیں رکھتا ہوں مگر اس مبارک مہینے کا احترام کرتے ہوئے چھپ کر کھاتا پیتا ہوں۔

چنانچہ جب وہ مجوسی اس دار فانی سے رخصت ہوا تو بخارا کے ایک شخص نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت بریں میں سیر وتفریح کر رہا ہے۔ تو اس نے پوچھا کہ اے مجوسی! تو تو

مسلمان نہ تھا پھر بھی جنت میں کیسے آ گیا؟ تو مجوسی نے جواب دیا کہ میں رمضان المبارک کا احترام کرتا تھا اور احترام کرنے ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مرنے سے پہلے ایمان لانے کی توفیق دے دی اور میری موت بحالت ایمان ہوئی۔

تو مجھے رمضان شریف کا احترام کرنے کے صلے میں جنت عطا کی گئی۔

(نزہۃ المجالس، صفحہ ۱۳۶)

تو عزیزانِ ملت اسلامیہ! معلوم ہوا کہ رمضان شریف کا احترام کرنے کی وجہ سے جنت ملتی ہے تو یقیناً جو صاحب ایمان اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھتا ہے تو اسے بھی جنت نصیب ہوگی۔ انشاءاللہ۔

اللهم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد وبارك وسلم صلوٰة و سلاماً علیك یا رسول اللّٰہ. برادران ملت اسلامیہ! اب آخر میں صرف اتنا کہہ کر رخصت ہو جاؤں کہ دیکھو اللہ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمہ" اور اللہ تو احکم الحاکمین ہے لہٰذا اس کا کوئی فعل حکمت سے ہرگز خالی نہیں ہے۔

تو میں سوچ میں پڑ گیا کہ پروردگار عالم نے پھر روزہ کا حکم کیوں دیا، اس میں کون سی حکمت تھی؟ کیا پروردگار عالم ہمارے روزے کا محتاج ہے، کیا رب کائنات ہمارے روزے کا خواہش مند ہے؟ نہیں! وہ تو غنی و مجید ہے۔ وہ تو احکم الحاکمین ہے، تو پھر محتاج و بھکاری کیسا؟ بھوک کی تپش میں جھلسنا کیسا؟ پیاس کی شدت میں تڑپنا کیسا؟ شوق کی شدت میں سسکنا کیسا؟

تو سنو!

قرآن نے آگے چل کر جواب دیا کہ "لعلکم تتقون" اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا تا کہ تم متقی و پرہیزگار ہو جاؤ۔ اس روزے کی برکت سے تم تقویٰ و طہارت والے ہو جاؤ۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں آیا ہے "قال النبی ﷺ من لم یدع قول الزور والعمل بہٖ فلیس لِلّٰہِ حاجة فی ان یدع طعامه و شرابهٗ" یعنی جو روزہ رکھ کر برائیوں سے نہ بچا تو پھر اس کا کھانا پینا چھوڑنا کوئی نفع بخش نہ ہوگا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ روزہ صرف اس لئے فرض ہوا کہ ہم متقی و پرہیزگار ہو جائیں، لیکن ہم روزے کے حقیقی معنوں کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ہم روزہ تو رکھتے ہیں مگر برائیوں سے باز نہیں رہتے۔ آج ہم روزہ رکھتے ہیں مگر چغل خوری اور جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے۔ آج ہم روزہ تو رکھتے ہیں مگر فحش گوئیوں سے اجتناب نہیں کرتے۔

تو میرے محترم! کان کھول کر سن لیجئے کہ اس قسم کا روزہ کوئی نفع بخش نہ ہوگا بلکہ الٹے کل قیامت کے دن ہمارے منہ پر مار دیا جائے گا۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ آپ اور ہم سبھی مسلمان بھائی روزہ کو اس کے تمامی لوازمات کے ساتھ ادا کریں تا کہ ہم بھی متقی و پرہیزگار بن کر زندگی کے آخری ایام پورا کر سکیں۔

پروردگار عالم ہر مسلمان مرد اور عورت کو روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔

صائم کو مبارک ہو یہ نوید رحمت
اللہ سے روزہ کا صلہ ملتا ہے
وما علینا الا البلاغ المبین

شانِ مومن

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ كَانَ نَبِيًا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

امّا بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بِسْمِ اللّٰهِ الرحمٰن الرحيم.
"وَلَاتَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُوْمِنِيْنَ".

صَدَقَ اللّٰهُ العلىُّ العظيم و صدق رسوله النبى الامين الكريم و نحن على ذٰلِكَ لَمِنَ الشاهدين والشّاكرين والحمد لله رَبِّ العالمين.

برادران ملت اسلامیہ! آغاز سخن سے پہلے آیئے ہم اور آپ مل کر اپنے آقا و مولیٰ اللہ کے حبیب دونوں عالم کے طبیب جناب محمد رسول ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام کی ڈالی پیش کریں اور جھوم جھوم کر پڑھیں اللهم صل وسلم و بارك على سيدنا و مولانا محمد و اله و صحبه اجمعين.

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

مگر ہے کیا؟

ہوس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

وہ ہندو وہ خراسانی، وہ افغانی و تورانی
تو اے شرمندہ ساحل اچھل کر بیکراں ہو جا
عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہوتا امید نا امیدی زوال علم و عرفاں ہے
امید مرد مومن ہے خدا کے رازدانوں میں
نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں
اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
جتنا ہی دباؤ گے اتنا ہی وہ ابھرے گا
ظلم پھر ظلم ہے ابھرے گا تو دب جائے گا
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

اس لئے تو:—

ہم جب بھی اٹھ گئے ہیں شمشیر بکف ہو کر
دیکھا ہے اس زمیں پر چشم فلک نے رو کر
باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے
تو پھر آج مسلمان پستی کے قعر عمیق میں کیوں؟

اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا تدارک کیسے ممکن ہے؟ تو اس کی غمازی کرتے ہوئے یہ آیت ہماری ڈھارس بندھا رہی ہے، بتا رہی ہے، متنبہ کر رہی ہے کہ "وَلَاتَهِنُوْا" کہ رب کائنات اپنے بندوں سے وعدہ فرما رہا ہے کہ اے میرے بندو، اے میری عبادت کرنے والو، اے مجھے خالق تسلیم کرنے والو! گھبراؤ نہیں، غم مت کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو کیونکہ مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ:

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے

آج کا مسلمان: لیکن آج کا حال یہ ہے کہ قوم مسلم کو نہ جانے کتنی مظلومیت و بربریت، کے طوفان سے گذرنا ہوگا، نہ جانے کتنے دردناک ہلاکت کے پہاڑوں سے ٹکرانا ہوگا، نہ جانے کن کن ظالم وسفاک سے الجھنا ہوگا، نہ جانے قوم مسلم کی یہ مظلومیت اور بربریت کہاں تک تجاوز کرے گی۔

کامیابی: مگر اے غم اور مصیبت کے دلدلوں میں پھنسی ہوئی قوم مسلم "وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحزنُوا" گھبراؤ نہیں، غمزدہ نہ ہو، صرف فرق یہ ہو گیا ہے کہ تو نے اپنے اسلاف کی تاریخ کو فراموش کر دیا، تو نے اپنے بزرگوں کے بتائے ہوئے راستے کو بدل ڈالا، تو نے اپنے بزرگوں کے راستے پر چلنا چھوڑ دیا، تو نے اپنے رہنما کی تاریخ کو بھلا دیا، اب آؤ ایک ہی صورت رہ گئی ہے، ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے کہ اپنے اسلاف کی تاریخ کے اوراق کو الٹ کر مستی کی نیند سے بیدار ہو کر کے عقل وخرد کی چادر اوڑھ کر اس دور کا مطالعہ کریں، اس قرون پر نظر ڈالیں جسے قرون اولیٰ اور قرون وسطیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

تو تم سے غفلت کے پردے اٹھ جائیں گے، تمہاری نگاہیں مشاہدہ کریں گی کہ تخت وتاج تمہارے لئے ہے، کافروں کے لئے نہیں۔ حکمراں تمہیں ہو، غیر مسلم نہیں۔ کون نہیں جانتا ہے کہ جنگ بدر میں تین سو تیرہ مجاہدین ایک ہزار سے زائد مشرکوں کے مقابلے ڈٹ گئے۔ قربان جائیے ان وفا شعار مسلمانوں پر جو بھوک و پیاس کا احساس کئے ہوئے بے قراری وغفلت کو

محسوس کرتے ہوئے اکثریت کے مقابل میں صف آرا ہو گئے تھے۔ ایک طرف تین سو تیرہ مجاہدین اسلام تھے تو دوسری طرف ایک ہزار سے زائد تھے۔ ایک طرف بھوک و پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے تو دوسری طرف شکم سیر وآسودہ تھے۔ ایک طرف بے سروساماں تھے تو دوسری طرف بکثرت سروساماں تھے۔ مگر یہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے تو اپنی قلت اور کفار کی کثرت کا خیال کرتے ہوئے خوف زدہ نہ ہوئے۔ آخر کار آسمان سے فتح مبین نازل ہوئی اور مسلمانوں کو غلبہ ہوا اور کافروں کو شکست فاش ہوئی۔

یونہی جنگ یرموک میں ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار سے زائد مشرکوں کو شکست دی تھی۔ آخر ان میں کون سا جذبہ کارفرما تھا، آخر کون سی طاقت ان میں پوشیدہ تھی، آخر کون سا راز تھا، آخر کون پس پشت مددگار تھا۔

جب تین سو تیرہ تھے تو لرزتا تھا زمانہ
آج ہم کروڑوں ہیں تو کرتے ہیں غلامی

اللھم صل علی سیدنا مولانا محمد وبارك و سلم صلوٰة و سلاماً علیك یا رسول اللّٰہ.

سوال: مسلمانو! اگر میں آپ سے ایک سوال کروں کہ بتاؤ آخر وہ کون سی ذات تھی جو اتنی قلیل مدت میں ساری دنیا میں چھا گئی؟ کیا یہودیوں کی ذات تھی، کیا نصرانیوں کی ذات تھی، کیا ملحدوں کی ذات تھی، کیا منافقوں کی ذات تھی، کیا مشرکوں کی ذات تھی، کیا بے ایمانوں کی ذات تھی، کیا پنڈتوں کی ذات تھی؟ تو سب کے سب یہی کہیں گے کہ نہیں نہیں، بلکہ وہ خدا کے نام لیواؤں کی ذات تھی، ایک مرد مومن کی ذات تھی، مسجد میں اذان دینے والی ذات تھی، منبر پر خطبہ دینے والوں کی ذات تھی، خدا کی وحدانیت کے پرستاروں کی ذات تھی، رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں کی ذات تھی، نماز پڑھنے والوں کی ذات تھی، حج کرنے والوں کی ذات تھی، زکوٰۃ دینے والوں کی ذات تھی، اچھے اخلاق والوں کی ذات تھی۔ اجی! مرد مومن کی ذات تھی۔

تو دوستو! میں پوچھنا چاہوں گا کہ اے مسلمانو! اے مومنو! آپ بھی تو خدا کے نام لیوا ہو، آپ بھی تو خدا کی وحدانیت کے پرستار ہیں، آپ بھی تو مسجدوں میں اذان دینے والے ہیں، آپ بھی تو منبر پر خطبہ دینے والے ہیں، آپ بھی تو نماز پڑھنے والے ہیں، آپ بھی تو روزہ رکھنے والے ہیں، آپ بھی تو زکوٰۃ دینے والے ہیں، آپ بھی تو حج کرنے والے ہیں، آپ بھی رسول اللہ ﷺ کے ماننے والے ہیں، آپ بھی تو رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا پٹہ گردن میں ڈالے ہوئے ہیں...

لیکن :—

آج دیکھا جا رہا ہے کہ ہم سڑکوں پر گولیوں کے نشانے بنائے جا رہے ہیں، ہماری دوکانیں لوٹی جا رہی ہیں، ہمارے مکان کو جلایا جا رہا ہے، ہم کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے، ہم کو ذلیل و خوار کیا جا رہا ہے، ہم کو بے وطن و بے گھر کیا جا رہا ہے، ہم کو ننگا نچایا جا رہا ہے، ہم کو ہر طرح سے رسوا کیا جا رہا ہے۔

آخر کیوں! اگر آپ سوچیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں ہمارے ایمان کی کوتاہی ہے، اس میں ہماری کمی ہے، ورنہ حکومت میں اتنی طاقت نہیں کہ قوم مسلم سے الجھے قوم مسلم کی غیرت کو للکارے۔ اگر حکومت میں اتنی طاقت ہے تو قادری چیلنج کرتا ہے کہ پورے بھارت کی قوم مسلم کو ایک اور قوم مشرک کو ایک طرف کر کے تو دیکھو۔ مسلمان "وانتم الاعلون" کے مصداق ٹھہریں گے اور چند ساعتوں میں اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور مشرکوں کے قدم اکھڑ جائیں گے۔

لیکن! حکومت بھی مسلمانوں کے جذبۂ جہاد سے واقف ہے اور خبر رکھتی ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ آج بھاگلپور، کانپور ہو یا میرٹھ، مراد آباد ہو یا بجنور یا کشمیر، چاہے ہندوستان کا کوئی بھی حصہ ہو، گاؤں گاؤں، شہر شہر، قصبہ قصبہ، نگر نگر، ڈگر ڈگر، فساد برپا کر کے قوم مسلم کو مٹانا چاہتی ہے، مسلمانوں کی مسجدوں کو مندروں کی شکل میں تبدیل کرنا چاہتی ہے مگر ہم رسول ہاشمی ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈالے ہوئے ہیں اور آپس میں اتحاد و اتفاق قائم کر کے زندگی

بسر کرنے والے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہنے والے اور اپنی مسجدوں کو آباد کرنے والے ہیں۔ تو مسلمانو! ہوش میں آؤ کیونکہ وقت زیادہ نہیں ہے۔ ہم ہلاکت کی غار میں رہ کر بھی بچ سکتے ہیں، نرغوں میں رہ کر بھی بچ سکتے ہیں اور طوفان میں پھنس کر پار ہو سکتے ہیں اور یہیں تک محدود نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اپنے جان و مال کو قربان کر سکتے ہیں، لیکن وہ اسلام جس کی سیرابی کے لئے جنگ احد کے شہیدوں نے اپنے گرم گرم خونوں کا چھینٹا دیا ہے، وہ اسلام جس کی آبیاری کے لئے شہیدانِ کرب و بلا نے اپنے پاک خونوں کو بہا دیا، وہ اسلام جس کی تحفظ و بقا کے لئے بیت المقدس کے مجاہدوں نے اپنی عزیز جانوں کو قربان کر دیا ہے، وہ اسلام کبھی زوال و فنا کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا، وہ پرچم توحید جس کو خالد اور طارق نے بلند کیا وہ کبھی سرنگوں نہیں ہو سکتا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك وسلم صلوٰة و سلاماً علیك یا رسول اللّٰه. برادران ملت اسلامیہ! حقیقت میں اے قوم مسلم! یہ ساری کی ساری بلائیں اور مصیبتیں جو آئے دن ہم پر آ رہی ہیں، یہ ہمارے ایمان کی کوتاہی ہے، ہم نے اپنے اسلاف کی تاریخ کو فراموش کر دیا، ہم نے اپنے اسلاف کے نقش قدم کو چھوڑ دیا ہے، ہم نے حلال و حرام کے فرق کو مٹا دیا، ہم نے اپنے رہنماؤں کی تاریخ کو بھلا دیا کہ آج مسجد میں اذان ہو رہی ہے اور ہم ہوٹلوں، دوکانوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کی برائیاں بیان کرتے ہیں لیکن وہ بھی تو مسلمان تھے جو تلواروں کے سائے میں بھی رہ کر نیزوں کی بوچھاروں میں رہ کر کبھی بھی نماز کو ترک نہیں کیا کرتے تھے بلکہ

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کے دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارك وسلم صلوٰة و سلاماً علیك

یا رسول الله.

مسلمانوں کی ہمت: حضرات گرامی! جس وقت مسلمانوں کا لشکر مصر فتح کر رہا تھا تو ایک دن ایک قبیلہ کے بادشاہ نے اپنی فوجوں کے کمانڈروں کو بلا کر یہ مشورہ کیا کہ میں نے سنا ہے کہ قوم مسلم نماز جمعہ کو بڑے ہی اہتمام کے ساتھ ادا کرتی ہے۔ لہٰذا تم لوگ جانتے ہو کہ جمعہ کا دن قریب ہے۔ اس لئے تم لوگ چالیس ہزار کا لشکر لے کر پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپ جاؤ اور جب مسلمان دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو جائے تو تم لوگ فوراً حملہ کر دینا۔ بادشاہ کے حکم کے بموجب تمام لشکر پہاڑ کی گھاٹیوں میں روپوش ہو گیا اور جب مسلمان جمعہ میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہوئے تو مخبروں کی خبر کے مطابق وہ چالیس ہزار کا لشکر جرار جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپا تھا، فوراً حملہ آور ہوا، ہزاروں کو شہید کیا، نہ جانے کتنے کو زخمی کیا۔

مگر مسلمانوں کی نماز میں ذرہ برابر بھی فرق نہ ہوا بلکہ اس حال میں بھی بڑے ہی طمانیت و متانت کے ساتھ نماز پوری ہو رہی ہے۔ سبحان اللہ۔ امام صاحب نے سلام پھیرا۔ اس کے بعد رنگ بدلا کہ وہ چالیس ہزار کا لشکر جرار جو مسلمانوں کو جام شہادت پلا رہا تھا، آن کی آن میں مسلمانوں کے محاصرہ میں پڑ گئے اور اس طرح مقتول عام ہوئے کہ تاریخ بتاتی ہے کہ ان چالیس ہزار لشکر میں سے ایک بھی نہ بچ سکا جو جا کر اپنے بادشاہ کو اس جنگ کی آخری خبر دے۔

مسلمانو! دیکھا آپ نے۔ یہ ہے مسلمانوں کا جذبہ، یہ ہے مسلمانوں کا حوصلہ، یہ ہے مسلمانوں کی غیرت، یہ ہے مسلمانوں کی ہمت، یہ ہے مسلمانوں کی شجاعت، یہ ہے مسلمانوں کا عزم، یہ ہے مسلمانوں کا جوش کہ جب بھی باطل مذہب نے مسلمانوں کے جذبہ کو ابھارا ہے اور جب بھی مسلمانوں کی غیرت کو للکارا ہے، جب بھی دیوان گان عربی ﷺ کو چھیڑا ہے تو فوراً مسلمانوں نے باطل مذہب کے محل کی اینٹ سے اینٹ بجا دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ......

ہم جب بھی اٹھ گئے ہیں شمشیر بکف ہو کر
دیکھا ہے اس زمیں پر چشم فلک نے رو کر

باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم صلوٰة و سلاماً علیك یا رسول الله.

عزیزان ملت اسلامیہ! آج بھی اسلام کو مٹانے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے بھی بڑے بڑے رستم و سورماؤں نے اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ اسلام کو صفحہ عالم سے مٹانے کے لئے ناکام کوشش کی ہیں، مگر جتنا بھی اسلام کو مٹانے کی کوشش کی اتنا ہی اسلام پھیلتا گیا، سنورتا گیا، دمکتا گیا، چمکتا گیا، نکھرتا گیا، بڑھتا گیا۔ اجی......

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
جتنا ہی دباؤ گے اتنا ہی وہ ابھرے گا
ظلم پھر ظلم ہے ابھرے گا تو دب جائے گا
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا
یہ ظالم کیا سمجھتے ہیں جو اپنے دل میں ہنستے ہیں
ابھی تو کربلا کا آخری میدان باقی ہے

اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم صلوٰة و سلاماً علیك یا رسول الله.

اے مشرق سے طلوع ہونے والے آفتاب دامن مغرب میں روپوش ہونے سے قبل اس جنگ کا آخری انجام دیکھ لینا کہ سورج کی کرنیں جب فضائے بسیط میں تحرک تحرک کر غائب ہو رہی تھی اور افغانستان کے چند بہادر اپنی جان بچانے کے لئے میدان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے اور کلمہ توحید پڑھنے والوں کا ایک لاکھ چالیس ہزار کا لشکری دستہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر رہا تھا۔

نار نمرود کو گلزار بنا دیا: برادران اسلام تو دیکھ لیا آپ نے مسلمانوں کا کردار، اور ان کی ہمت و عظمت کو، ان کی جاہ و حشمت کو، ان کی رفعت و عظمت کو، ان کی شان و شوکت کو، ان کی

قوت واستطاعت کو، جن کی ایمان کی پختگی نے نارِ نمرود کو گلزار بنا دیا، جن کی ایمانی صداقت نے ایوان قیصر وکسریٰ کو متزلزل کر دیا، جن کی ایمانی شعاؤں نے دریاؤں میں راستے پیدا کر دیئے۔

اب مجھے کہنے دو کہ کیا وجہ وسبب ہے کہ ہم اس جاہ وحشمت، شان وشوکت، رفعت و عظمت کے باوجود آج ذلیل وخوار ہوتے جا رہے ہیں، آج ہم کائنات عالم میں بے یار و مددگار ہوتے جا رہے ہیں، آج ہم کفار ومشرکین سے حفظ وامان کی بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔

ہمارے اسلاف یہی کلمہ توحید "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ کر ہی تو معزز ومکرم تھے، بڑے بڑے بادشاہوں کا تخت اوران کی سلطنت ان کی ٹھوکروں سے پامال ہوجایا کرتا تھا، ان کے نعرۂ تکبیر کی صدا سے پہاڑوں کے دل بھی لرز جایا کرتے تھے۔ جدھر رخ فرمالیتے تو فتح مبین آسمان سے اتر کران کے قدموں کا بوسہ لیا کرتی تھی۔ لیکن اس عالم رنگ وبو میں ہم کچھ اس طرح زندگی بسر کر رہے ہیں کہ ہمیں قطعاً یہ علم نہیں ہو پایا کہ آخر ہم ہیں تو کس لئے؟

حالانکہ گلشن ہستی کی زیبائی ہم سے ہی ہے، ہمارے ہی دم سے تو عالم فانی کی نبض چل رہی ہے اور جس دن ہمارے وجود سے فرش گیتی محروم ہوگی تو اس دن کا حال تو صرف خدا ہی بہتر جانتا ہے یا اس کے رسول ﷺ۔

اے فرزندانِ توحید و رسالت! رونق انجمن تو ہم ہی سے ہے، بزم عالم کی زینت تو ہمارے ہی قدم سے ہے، چمن دہر میں بہار گلشن، انسانیت کا نکھار، پھولوں کی مسکراہٹ، کلیوں کی چٹک، بھونرے کا ترنم، دریا کی روانی، چاند کی چاندنی، ستاروں کی انجمن، کہکشاں کا جمال، آبشاروں کے نغمے، کوئل کی کوک، پپیہے کی پکار، آسماں کا نیلگوں شامیانہ، زمین کا مخملی فرش، پہاڑوں کے روح پرور مناظر، یہ سب ہمارے لئے ہم تو وہ زندہ قوم ہیں جن کی حکمرانی اور کشور کشائی سے سارا مشرق ومغرب لرز اٹھا تھا۔

اور آج بھی دنیا کو یقین ہے کہ قوم مسلم کے اندر ایک ایسا شرارہ موجود ہے جو بھڑک اٹھنے پر تمام کفر وطغیان کے طلسمی کارخانوں کو چشم زدن میں جلا کر خاکستر کرسکتا ہے، آخر وہ کون سی طاقت ہے؟

ہاں! یہی ایمان کامل، خدا اعتمادی، علم وعمل، باہمی اتحاد ویکجہتی، برادرانہ محبت ومروت، حسن اخلاق اس قسم کی دوسری اعلیٰ صفات صحیح معنوں میں جب مسلمان کے اندر ایمان وایقان کی دولت عام تھی، تو جنرل طارق ابن زیاد جیسے غیور مرد مجاہد نے اسپین کے ساحل پر کشتیوں میں آگ لگا دی تھی اور ساتھیوں نے اظہار ناراضگی کیا تو ہنس کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ "ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست۔"

اللهم صل علی سيدنا ومولانا محمد وبارك وسلم صلوٰة و سلاماً عليك يا رسول الله.

حضرات گرامی! اسی طرح اسلام کے ایک جانباز مجاہد حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے گھن گرج نعروں سے صحرائے افریقہ میں لرزہ پیدا کر دیا تھا اور پیشوائے عالم کے پیکر شجاعت حضرت سرجیل رضی اللہ عنہ کے گرج دار نعروں اوران کی انگلی کی اشاروں سے قلعہ اسکندریہ زمین پہ دھنستا چلا گیا اور کفار اسکندریہ کی زبان پر سرسری کلمہ توحید کا ترانہ گونج رہا تھا، تو آج ہم ذلیل وخوار صرف اس لئے ہور ہے ہیں کہ ہم نے اپنے ایمان کو غبار آلود کرلیا۔

جوش ایمان کو سرد کر دیا، ایمان واسلام کی تپش میں جھلنے سے باز رہے، اسلام کی مقدس تعلیمات کو ٹھکرا دیا اور یہود ونصاریٰ کے اطوار وعادات کو اپنانے لگے، اتفاق واتحاد منقطع کر چکے، ورنہ آج بھی اگر ہم یہ باتیں اپنے اندر پیدا کرلیں تو پھر ساری عزت وقار ہمارے ہی لئے ہیں۔

مومن کے لئے عزت: چنانچہ قرآن اعلان کر رہا ہے "العزة لله ولرسوله وللمومنين". یعنی عزت وعظمت، شان وشوکت، جاہ وحشمت صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے لیکن شرط اول مومن ہونا اگر تم مومن ہو تو چاند پر تمہاری حکومت ہوگی، اگر تم مومن ہو تو سورج پر تمہاری حکومت ہوگی، اگر تم مومن ہو تو دریا کی لہروں پر تمہاری حکومت ہوگی، اگر تم مومن ہو تو چاند تاروں پر تمہاری حکومت ہوگی، اگر تم مومن ہو تو دنیا کے لوگوں پر تمہاری حکومت ہوگی، اگر تم مومن ہو تو تمہاری ٹھوکروں سے مردوں کو زندگی ملے گی، اگر تم مومن ہو تو ساری

بلندیاں تمہارے لئے ہی ہوں گی، اگر تم مومن ہو تو ساری عزتیں تم پر نثار ہوں گی، اگر تم مومن ہو تو ساری رحمتیں تم پر سایہ فگن ہوں گی، لیکن وہی شرط اول ہے مسلمان و مومن ہونا۔ کیونکہ......

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
آئی نہ راس جس کو نشیمن کی زندگی
اپنے وطن میں رہ کے بھی وہ بے وطن ہے آج

دعا ہے کہ رب قدیر بطفیل بشیر و نذیر (جل جلالہ و ﷺ) ہم کو غور و فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

وما علینا الا البلاغ المبین.

محمد مشتاق رضا نوری